

1154

Acc. n = 1154

مَشَاءَ اللَّهِ وَفَوَقَ الْإِلَهِ

الحمد لله والمنة که بیک کتاب جواب مصنفه سیدی سندی عارف معارف ایزدی حکیم سید قرمان حسین شاہ
قادر حشری اکبر آبادی ساکن محلہ گڑھیہ حکیم صاحب دنیہ قطب ان محبوب دان حضرت حکیم سید لکھنوی



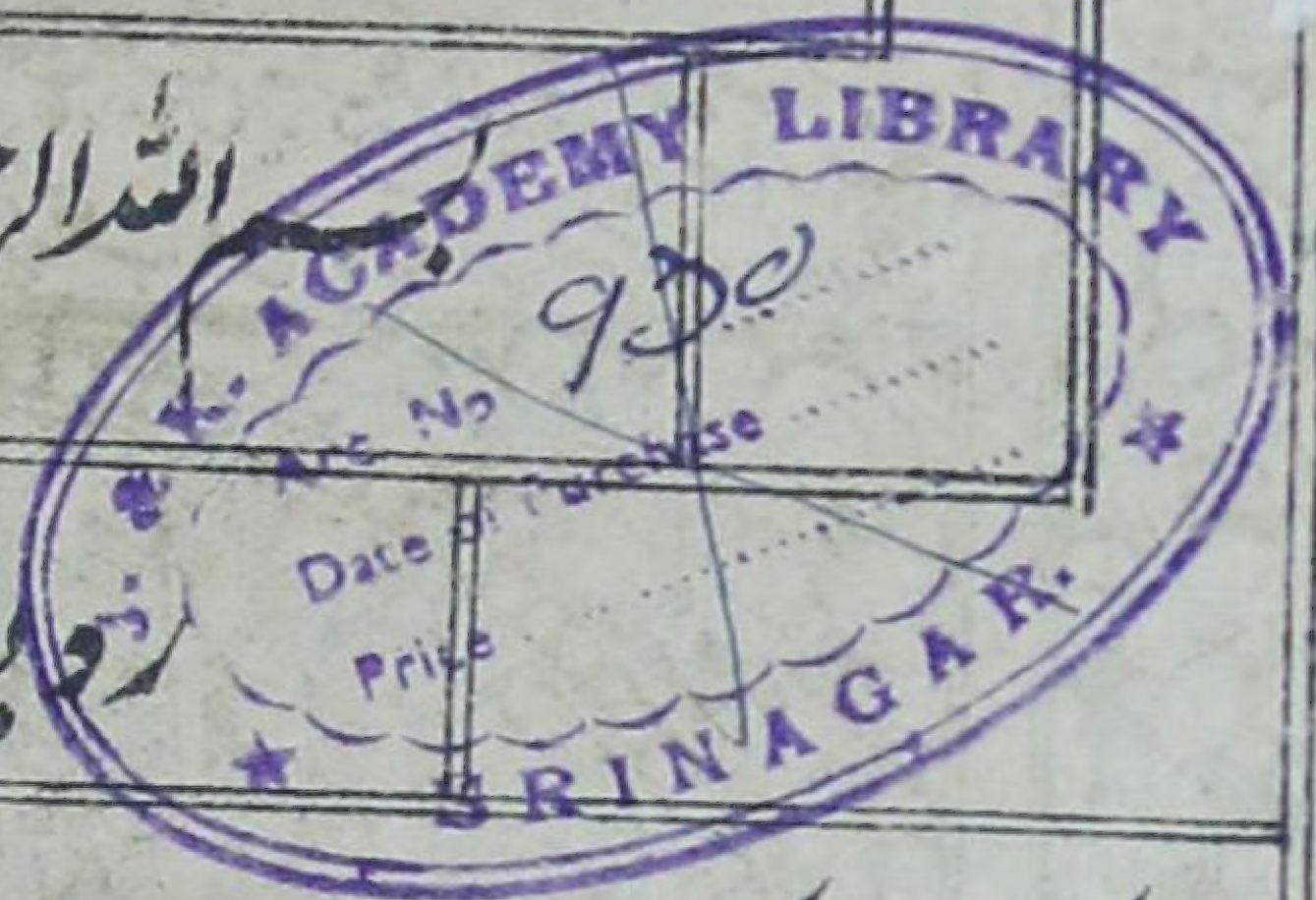
ارسمی جناب بوالہی بخش صاحب ولد درویش چودھری ساکن ضلع ہونلی موضع عسام ڈوبابا ہتمام تام
خاکپای انام امیدوار رحمت بہ السميع المدعو محمد شفیق غفرلہ اللہ الرفیع ثلث نفا محمد امیر اللہ صاحب

مَطْبَعُ الْإِسْلَامِ
درمہ مطبوعہ اسلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

زویف الف



سنتا ہوں ہر زبان و پیار کلام تیرا
 بخود ہوا جو پی کر اے شوخ جام تیرا
 ولین جو تیری الف لب پر نام تیرا
 ہر سمت تیرا جلوہ ہر جا مقام تیرا
 ہر میرے واسطے یہ ہر دم پیام تیرا
 جاری رہی جہان میں یہ فیض عام تیرا
 تو شہر یار میرا میں ہوں غلام تیرا
 ہے دستگیری سب کی اے شاہ کام تیرا

ہر آنکھ تیرا سکن ہر قلب بام تیرا
 دو نون جہان سے اسکو بھر کچھ رہا نہ مطلب
 آنکھوں میں تیرا جلوہ سر میں رہی تیرا سودا
 کعبہ ہو بیکدہ ہو دل ہو کہ چشم عاشق
 ہر سانس میں ہو مجھ کو کیونکر نہ لطف حاصل
 ساقی شراب وحدت مجھ کو پلاوے جلدی
 مہر عرب ادھر بھی جلوہ کوئی دکھاوے
 یا غوث الایات اب یہ وقت بیکسی ہے

کیا باک وقت مستی قربان انا جو بولا

یہ بھی ترا سخن ہے وہ بھی کلام تیرا

کو نین میں ایسا کون ہوا ای وادہ محمد صلی علی
 خود آپ تھا اور تو آپ ہوا ای وادہ محمد صلی علی

مقبول خدا محبوب خدا ای وادہ محمد صلی علی
 پر جو کو روئی کے کہے خدا نظارہ اپنا آپ کیا

یعقوب ہو یوسف ٹھونڈ پھر اور یوسف بازار کا
خود نور ہوا خود طور ہوا خود موسیٰ ہو مشہور ہوا
خود آپ ہی ابراہیم ہوا خود آپ ہی اسماعیل ہوا
اب بچ گیا اور صلی ہوا صد شکر خدا صد شکر خدا

خود ہو کے زلیخا محو ہوا اور واہ محمد صلی علی
خود عیسیٰ ہو مستور ہوا اور واہ محمد صلی علی
خود آپ ہوا خود پرشید اور واہ محمد صلی علی
اب میں تو سنا اور تو ہی رہا اور واہ محمد صلی علی

پردہ کو اٹھایا سامنے ایک جام پلایا وحدت کا
قربان ہوا قربان تیرا لے واہ محمد صلی علی

یہ پر تو ہے مہر رسالت کے نور کا
شہرہ جہان میں ہے جو تجسلی طور کا
مشتاق ہوں جناب رسالت کے نور کا
ہو گی سبیل ساقیے کوثر کے نام کی
شہماے انتظار کا جاگا ہوا ہوں میں
حضرت کی چشم پاک کا پھر دھیان آ گیا
ثابت یہ جب ہوا کہ شفیع الوراہین آپ
شیدائوں میں جناب رسالت مآب پر
مدہوش کر دیا ہے مجھے جس نگاہ نے
لمجائے خاک شرب بطحا میں میری خاک
زیر زمین رہے نہ گئے آپ عرش پر
ہنگام ہے درود کا تعظیم کو اٹھو

ہر روزہ ہے گواہ جو اسکے ظہور کا
شعشہ تھا ایک ذرہ ساحضرت نور کا
خواہان بہشت کا ہوں نہ حور و قصور کا
ٹھیکہ لیا ہے ہمنے شراب طہور کا
مچکواٹھا اسکے گانہ ہنگامہ صویر کا
لا ساقی ایک جام شراب طہور کا
دھڑکار رہا نہ کچھ مجھے روز نشور کا
زاہد فریفتہ ہے فقط ایک حور کا
بس دل ہی جانتا ہوں مرا اس سرور کا
خواہان ہوں خلد کا نہ میں حور و قصور کا
آیا جو دھیان آپ کو اہل قبور کا
نو آیا وقت نور نبی کے ظہور کا

قربان معصیت سے مجھی خوف کیا ضرور
مراح ہوں میں نائب رب غفور کا

وسیلہ ہے جناب مصطفیٰ کا
 ہے مجھ کو عشق محبوب خدا کا
 میں عاشق ہوں حبیب کبریا کا
 تصدق ہے حبیب کبریا کا
 کرین ہم شکر کس منہ سے خدا کا
 کبھی تو لطف ہوا تنہا صبا کا
 برائے مدعا مجھ شیفٹا کا
 تصور ہے مدینے کی فضا کا

ہمیں کیا خوف ہو روز جزا کا
 عیاں ہے ولین جلوہ کبریا کا
 نہ کیونکر خاک کی ہو مجھ کو امید
 کلام اپنا جو مقبول جہان ہے
 بنایا ہم کو امت مصطفیٰ کی
 شمیم کوچہ حضرت سنگھا دے
 تنہا ہے مدینے میں مرون میں
 نہ کیونکر شکستہ غنچہ دل

ہو روشن کیون نہ دل قربان میرا
 کہ ہمیں عشق ہو بدرا لدا جا کا

واسطے جسکے جہان پیدا ہوا
 آج وہ گنج نہان پیدا ہوا
 سرور ہر انسان جان پیدا ہوا
 عرش و لوح و لامکان پیدا ہوا
 مالک باغ جنان پیدا ہوا
 وہ شفیع عاصیان پیدا ہوا

آج وہ شاہ شہان پیدا ہوا
 پرودہ وحدت میں تھا جسکا ظہور
 دونوں عالم میں نہ کیونکر خوشی
 آج وہ آتا ہے جسکے واسطے
 حور و غلمان کیون نہون رازین
 دھوم ہے دونوں جہان میں ہر طرف

کیون نہون قربان دلوں شاویاں
 راحت جان جہان پیدا ہوا

ہے فرق ایک نقطہ کا مطلب بیان سے کیا
 ہم خاکسار ہیں ہمیں نام و نشان سے کیا

احمد کے مرتبے کو نکالیں زبان سے کیا
 مطلب ہر لامکان کے مکین کو مکان سے کیا

مشتاق ہر زیارت خیر البشر کا گر
مجانے ہلکورہنے کو اک یار کی گلی

ادول پونچ مدین ہندوستان گیا
خاموش زاہداہمین باغ جان سے کیا

اُنیر کھلا ہے راز خفی و جلی سبھی
قربان کروں میں عرض شہ انس و جان گیا

مرح رسول میں جو غزلخان نہیں رہا
اس آستان پہ جس نے جھکایا سر نیاز
کیونکر کہوں کہ آپ پہ ظاہر ہوا نہو
گل ہائے داغ ہجر سے مامور ہی رہا
فرقت میں بھی تو خانہ دل اُنکی یاد میں
حیرت ہے مجھ کو کیوں نہ لہو ہو کے بہ گیا
یکسان ہے سب پہ فیض جناب رسول کا
دونوں جہان میں اُسکا ٹھکانا کہیں نہیں
دیکھی ہے جب سے اُس رُخ پر نور کی جھلک
گریبان رہا ہوں ابر بہاری کی طرح سے

بے شمعہ برگزیدہ یزدان نہیں رہا
دنیا و دین میں کسے سوسا مان نہیں رہا
حال دل خراب تو پہناں نہیں رہا
کس دن ہمارا سینہ گلستان نہیں رہا
آباد ہی رہا کبھی ویران نہیں رہا
جس دلمین عشق شاہ شہیدان نہیں رہا
وہ کون ہے جو بندہ احسان نہیں رہا
ایدل جو تابع شہ ویشان نہیں رہا
قابو میں اپنے یہ دل لالان نہیں رہا
بجلی کی طرح میں خندان نہیں رہا

کب میں فدا ہے قامت موزون رہا نہیں
کس دن میں حسن پاک پہ قربان نہیں رہا

حق نے کس بندہ کو محبوب بنایا ایسا
ورنہ قربان نہوتا کبھی گویا ایسا
یا الکی کوئی آئے گا زانا انسا
کنے پایا ہے جہان میں قدر بالا ایسا

عرش اعلیٰ پہ بلا یاد یا رتبہ ایسا
فیض اُسٹاد سے حاصل ہوا رتبہ ایسا
روضہ پاک کو دیکھوں گا کبھی آنکھوں سے
سروش مشاد سے طوبی سے کہیں بالا ہی

نہی دل میں کسی کے بھی ذرا گنجائش
یا نبی ختم رسل فخر بنی آدم ہو
آپ نے احمد بے میم سے خود فرمایا
نہیں آتی نظر اس مہر جہان تاب کی شکل

جلوہ پاک کچھ آنکھوں میں سما یا ایسا
ایسا پیدا نہوا اور نہ ہوگا ایسا
دونوں عالم میں بھلا کون ہو گیا ایسا
آج کل پناہ ہے گردش میں ستارا ایسا

روبو واسکے جو ہو سینہ سپرے قربان
ایسا دل گروہ کسی کا نہ کلیجا ایسا

در نقبت امیر المومنین امام الاجمیعین ابن عم مصطفیٰ علی مرتضیٰ
افاضل اللہ علیہ فیوضہ

مسند نشین مصطفیٰ حضرت علی مرتضا
تم کل کے ہو مشکلا کثا حضرت علی مرتضا
سلطان دین شاہ متین مہر نبوت گلین
در اندہ ام بیچارہ ام مفلس غربت خستہ ام
ہوں در دو غم میں مبتلا اب کبھی میری وا
اب حدی گدرا در دو غم فرمائے مجھ کرم
اب ہند میں گھر اگیا جینے سوچی اگیا گیا
تم چارہ ساز بیکسان تم رہائے گمران
مدیا سے غم میں ہوں پھنسانہ پار ہوئے آشنا

ہم بکیوں کے پیشوا حضرت علی مرتضا
میری بھی ہو حاجت و حضرت علی مرتضا
حضرت علی مرتضا حضرت علی مرتضا
مشکل کثا مشکل کثا حضرت علی مرتضا
بہر شہید کر بلا حضرت علی مرتضا
جان در روان مصطفیٰ حضرت علی مرتضا
مچکو نجف میں تو بلا حضرت علی مرتضا
ہر در کی ہو تم دو حضرت علی مرتضا
بس آپ ہیں اب ناخدا حضرت علی مرتضا

در پر تمھارے آٹھ قربان غریبے بینوا
اسکو بے وحدت بلا حضرت علی مرتضا

در مدح سید السادات و منبع الحسنات قبلہ ارباب یقان مقتداے
اہل عرفان فارس ہضما رتجرید شہسوار میدان توحید قبلہ گاہ
ارباب تلقین مولوی سید ضیاء الدین بلخی عنی اللہ لم و بصحبہ
مزار مبارک حضرت محمد وح کا اکبر آبا و لب دریا متصل روضہ
شاہجہان بادشاہ وزیر احاطہ مزار سید احمد بنخاری قدس سرہ
آپ کے مزار مبارک کا احاطہ ہے

ہر ایک شیدا ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا کھچا جاتا ہو اس جانب کو دل میرا اگر کوئی نیاز و عجز سے سر کو جھکاتا ہے مرا خامہ عریے تا عجم شہرہ ہوا کے فضل و احسان کا دل تار یک سیرا ہو گیا روشن جو سرتا پا گرا بھی سامنے آیا تو اسکو بادشاہ نیچے	عجب جلوہ ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا بیان کرتا ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا جو نام آتا ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا ہر اک بندہ ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا یہ سب جلوہ ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا یہ خلق ادنیٰ ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا
--	---

جو حاصل ہو تجھے قربان صفائی ظاہر و باطن
یہ سب صدقہ ہو مولا ناضیاء الدین بلخی کا

عشق کے کوہِ پین جو آیا وہ خود کو کھو گیا ہین زبان عشق میں بھی سو دہنمان سیکڑو کنے سینے کو کیا ہوا غم سے لالہ زار کوئی جانان ہو کہ یارب ہو کوئی ملک عدم وعدہ فدا کو بھولا کی عبارت زور کی	اے اللہ کہتے کہتے آپ اللہ ہو گیا آپ کو پایا ہے اُسے آپ کو جو کھو گیا کشت و کین تخم الفت کون یارب ہو گیا پھر نہ آیا پھر کے نامہ بر ہمارا جو گیا زاہد نادان یہاں غفلت میں آکر سو گیا
--	--

خطر غور شد محشر کسکو ہوا شیخ و شاب

نامہ ہاؤزشت کو مرشد ہمارے دھو گیا

کیا ہی کھینچا ہی مصورتوے نقشہ یار کا
جسکی صورت پر یہ قربان دلسو قربان ہو گیا

امید رحم ہو بت نامہ زبان سے کیا
دیتا ہی ایک زمانہ کو چکر یہ رات دن
گردون پہ سرو بال تھا سو وہ بھی کٹ گیا
تو بہ تو تیرے کہنے سے کروں میں زاہدا
خانہ خراب یا کوئی مجھوں کہے ہمیں
شکوہ کروں ہر دلمین مگر اُسکے روبرو
جان دیکھ اُسکے کوچہ میں ہو بچ تو نفع ہے
گر جانتے ہم ایسا تو کر لے نہ بات بھی
چلے بھی کھنچے پر ہر ف تر ہو گئے
موسے نے جیسی پایا تھلی کو آگ سے
یون چاندنی میں مانگ نکالا نہ کیجیے
غم ہو و نالہ درد ہو و نو نسی شاہد ہیں

سنا نہیں وہ حال کہیں ہم زبان سے کیا
امید رکھیں خاک نشین آسمان سے کیا
صد شکر ہے سبک ہوئے بار گران سے کیا
شرمندہ ہوں کہوں گامین پریشان سے کیا
ہم خاکسار ہیں ہمیں نام و نشان سے کیا
اب دیکھئے نکلتا ہی اپنی زبان سے کیا
ڈرجا میں گئے ہم عشق میں جان زبان سے کیا
ہر تلخ اپنی زندگی شیریں لبان سے کیا
پتیا ہر دل لگا کے اُس بر و کمان سے کیا
بہمنے خدا کو پایا ہے عشق تہان سے کیا
کیا جانیے کہ ہو نظر کہکشاں سے کیا
انصاف تو کرو کہ کہیں یہاں سے کیا

جز بچ و درد و یاس و الم شکر گناہ
لے اپنے ساتھ جاؤ گے قربان جہان کیا

کچھ لطف ہیں زلیست کا حاصل نہیں ہوتا
وہ عشق کے فن میں کبھی کال نہیں ہوتا
ہر کوئی بھی معشوق جو قاتل نہیں ہوتا

پہلو میں جو وہ عورت شامل نہیں ہوتا
جو مدرسہ عشق میں داخل نہیں ہوتا
ڈھونڈو ٹھو ہے وفاداریہ نادانی ہر ایدل

منکر نہواے شیخ کبھی عشق بتان سے
آگاہ نہوتا کبھی میں عشق خدا سے
دعویٰ ہے حسینو کا کہ کچھ ہم بھی ہیں لیکن
ہوتا نہیں آگاہ شہادت کے مرے سے

جسکو کہ نہو عشق وہ کامل نہیں ہوتا
اگر عشق بتوں کا مجھ حاصل نہیں ہوتا
آکر کوئی اُس بُت کے مقابل نہیں ہوتا
جواب دے دلدار یہ مال نہیں ہوتا

بے عیب جو وہ ماہ نہیں ہے تو عجب کیا
بے داغ تو قربان ہے کامل نہیں ہوتا

دل کو خیال کو چہ جانان نہیں رہا
رویا میں تھا نصیب مجھ جلوہ نگار
واعظ مرے جو حور پہ تو پار سار ہے
واعظ کو شرب باوہ میں رہتی ہو قیل و قال
کیا خاک جاؤں جانب گلشن میں امی صبا
بالین پہ میری آکے دم نزع یہ کہا
دوزخ میں جاؤں یا کہ پڑی یہ بہشت میں

بلبل کو یاد اپنا گلستان نہیں رہا
جب آنکھ کھل گئی تو وہ سامان نہیں رہا
میں کیوں بتوں سے ملے مسلمان نہیں رہا
ایمان کی جو چھو تو ایمان نہیں رہا
وہ گل نہیں رہی وہ گلستان نہیں رہا
اب تو کسی پہ مرے کاربان نہیں رہا
ایسے شریر دل کا میں خانا نہیں رہا

کیا لیکے جاؤں سامنے آنکے میں نذر دل
قربان خود میں قابل قربان نہیں رہا

چاک مانند کتان اپنا جگر بھی ہوتا
تیرا دیدار اگر ایک نظر بھی ہوتا
زہرہ بے نور تو شرمندہ قمر بھی ہوتا
ساتھ اشکوں کے روانوں جگر بھی ہوتا
تن عشاق پہ ممکن ہے کہ سر بھی ہوتا

جلوہ افروز جو وہ رشک قمر بھی ہوتا
دید بازی کا زمانے میں نتیجہ ملتا
بے تکلف جو کبھی بام پہ تم آجاتے
تم اگر آج بھی منہدی کا بہانہ کرتے
کبھی مقتل میں جو آجاتے وہ شمشیر بکھ

دشت میں پوچھتا ہر قلیس مرے گھر کا پتا کیا نشان اُسکو بتا تا کہ میں گھر بھی ہوتا

ہوتے اغیار اگر اُسکی گلی میں قربان

غیر ممکن تھا جو وان اپنا گزر بھی ہوتا

میں جانتا تھا نالہ مرا کار گر ہوا

مانگا جو میں نے بوسہ ابرو غضب ہوا

زنجیر لپٹی جاتی ہے آگ کے خود بخود

فرقت کی شب میں آیا نہ دم بھر مجھے قرار

سُن سُنکے نالہ ہائے دل زار کہتے ہیں

وہ بن بلائے آج چلے آئے میرے گھر

فرمائے تو ایسی خطا اُس سے کیا ہوئی

پر دلمین یار کے تونہ کچھ بھی اثر ہوا

اُنکی بھوین چڑھیں مرا ٹکڑے جلر ہوا

آبن ریا کا پاؤں میں پیدا اثر ہوا

جب دردِ دل تھنبا وہیں دردِ جگر ہوا

یہ شورِ مستخیز اُلہی کدھر ہوا

اتنا تو حزبِ شوق کا ظاہر اثر ہوا

کیون قدر آج عاشقِ غمناک پر ہوا

قربان سر جھکائیے مقتل میں جائیے

خنجر بھی آج یار کے زیبِ کمر ہوا

منصور وارِ جوش ہو مجھ میں بھرا ہوا

ساتی عطا ہو جامِ لبِ لب بھرا ہوا

لشکرِ ہنر دیکھے کھٹکا لگا ہوا

یہ قافلہ ہے کوئی مصنم کا لٹا ہوا

ہے لوحِ دل پہ آپ کا نقشِ کھنچا ہوا

میں بھی انا پکار اٹھا اگر تو کیا ہوا

ابر آ رہا ہے چار طرف سے گھرا ہوا

اپنا خدنگ ناز نہ سینے سے کھینچے

پوچھو نہ کچھ سرِ اُجانبِ دل و جگر

تصویرِ لے کے یوسفِ مصری کی کیا کریں

قربانِ دل کا حال تمہیں کیا بتاؤ نہیں

رہتا تھا پہلے سینہ میں اب جا لے گیا ہوا

تب ذرا آنکھ اٹھا کے دیکھ لیا

خوب جب آزمائے دیکھ لیا

دل جلوں کو جلا کے دیکھ لیا
 وان بھی تیرے سوا نہیں کوئی
 میری صورت ہی نور کی صورت
 حضرت دل چلے ہو پہلو سے
 خون کی بوند بھی نہ یاں نکلی
 غیر بیٹھے ہیں اُسکی محفل میں
 وصفِ جنت سنا تھا و اعطی سے
 بو تمھاری سی تھی کسی گل میں
 تفرقہ جسم و جان میں ہونے لگا
 یاں کسی چیز کو قیام نہیں
 تمسی خوش چشم کوئی حور نہیں
 اک کہانی سی سنکے طال ویا
 نہ رکھا اُسے مرہم تسکین
 سخت بیرحم ہے بت کافر
 اسپ بھی وہ نہ شمع و پگھلا
 دشمن جان ہوے نہ آخر کار

جو کیا تھا وہ پا کے دیکھ لیا
 خوب کعبہ کو جا کے دیکھ لیا
 خوب نقشہ ملا کے دیکھ لیا
 مجبور ستہ تبا کے دیکھ لیا
 تمنے خنجر لگا کے دیکھ لیا
 اُسکا زانو دبا کے دیکھ لیا
 کوئے جانان میں جا کے دیکھ لیا
 تمنے گلشن میں جا کے دیکھ لیا
 کسنے آنکھیں ملا کے دیکھ لیا
 ہمنے ہستی میں آ کے دیکھ لیا
 ہمنے جنت میں جا کے دیکھ لیا
 حالِ دل بھی سنا کے دیکھ لیا
 زخمِ دل بھی دکھا کے دیکھ لیا
 ہمنے آنسو بہا کے دیکھ لیا
 ہمنے دل بھی جلا کے دیکھ لیا
 تمسے بس دل لگا کے دیکھ لیا

تم تو قربان جان دیتے تھے
 ربط اُسے بڑھا کے دیکھ لیا

پڑین پتھر سمجھ کر کیا میں سمجھا اور کیا نکلا
 اتنی بات تک دل کا نہ میرے مدعا نکلا

جسے ہم با وفا سمجھے تھے وہ بت بیوفا نکلا
 کٹی ہو عمر مر مر کے فراقِ یار میں میری

ہزاروں مردہ دل زندہ ہو اس عشق کو ہاتھوں
سیحانے کہا صل علی چرخ چارم پر
نہ کیجا پار کا جلوہ نہ ہو نچا اسکے کو چہ تک
ہمین بھی یہ دل گم گشتہ اپنے ساتھ لوٹو یا

جسے ہم درون سمجھے تھے وہ آخر کو دوان نکلا
زبان سے میری جہنم حبیب کبریا نکلا
نہ کوئی آرزو نکلی نہ کوئی حوصلہ نکلا
جسے ہم آشنا سمجھے تھے وہ نا آشنا نکلا

نہ آتا میں عدم سے عالم ہستی میں آقربان
تلاش جلوہ جانان میں اس جانب کو آنکلا

مے کشو نہیں اپنا شہرہ بھی سر یہ خانہ تھا
زندگی بھر ایک گلو کو رہا مجھے نہ ربط
فوق میری سخت کو تھا سخت جم پر رات کو
تھی کبھی یاد خدا دل میں کبھی یاد بیتان
کیون زبان کھلتے ہی آنکھیں بند انکی گہن
کی عجب تاثیر ساقی کی نگاہ مست نے

دوش پر رہتا تھا خم اور ہاتھ میں پیانہ تھا
میں گلستانِ جہان میں سبزہ بیگانہ تھا
وہ پر یہ و تھا بغل میں ہاتھ میں پیانہ تھا
یہ مکان کعبہ کبھی تھا اور کبھی تنخانہ تھا
حال دل میرا کوئی قصہ تھا یا افسانہ تھا
رات کو سر شیخ کا تھا اور درِ سچانہ تھا

شکر خالق کا اُسے اُس در تک پہنچا دیا
جس کا قربانِ حزن ایک عمر سے دیوانہ تھا

آتا ہوا ان نظر میں کسی کا غور کیا
میں نے جو سر کو پانوں پر رکھا نیاز سے
کیون بو تو زلف یار سے رکھا ہوا رتبا
تم جو عدو کے جوڑ میں آکر اکھڑ گئے
بندہ کو کیون غلامی سے آزاد کر دیا
آیا ہوں تیرے در پہ بہت بقرار ہوں

رُتبہ پر ہی کا کیا ہوا دمان قدرِ حور کیا
کس ناز سے ہٹا کے کہا یہ ضرور کیا
ایدل ترے دماغ میں آیا فتور کیا
یہ تو بتاؤ مجھے ہوا ہے قصور کیا
بیٹھے بٹھائے ولیمین یہ آیا حضور کیا
اے جانِ خاکساروں سے اتنا غور کیا

قربان جان و دل سو ہے قربان آپ پر
اتنا غرور آپ کو اُس سے ضرور کیا

جو رجب اُس بت بے پیر سے ہو وے پیدا
واعطا وصل کی اُس شوخ سے صورت کوئی
پاس خاطر ہے زندا نہیں بھی آجوش جنون
اُس جوان کے در دولت پہ پہنچ جاوین
گوشب وصل ازل میں نہیں تو نے لکھی
یا خدا بول اٹھے مجھے کسی دن وہ بت
روضہ پاک کی گھر بیٹھے زیارت ہونے مجھے

آگ یاں نالہ شگیر سے ہو وے پیدا
جب میں جانوں تری تدبیر ہو وے پیدا
غل نہ کچھ حلقہ زنجیر سے ہو وے پیدا
ایسی گردش فلک میرے ہو وے پیدا
یا خدا اب میری تقدیر سے ہو وے پیدا
اثر اتنا میری تقریر سے ہو وے پیدا
یہ اثر نالہ شگیر سے ہو وے پیدا

بزم جانان میں جو ہوا بنی سائی قربان
آہ پھر کیوں دل دلگیر سے ہو وے پیدا

دل ہوا جاتا ہوا اب قابو سے باہر اپنا
کیوں نہ ہوا اپنی طرف داور محشر اپنا
آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی
کسکے کوچے سو مہکتی ہوئی آتی ہے صبا
خاک صحراے مدینہ ہو میسر یا رب
در اقدس پہ بلا تیجے محسوس کو اللہ
بعد مزیکے ملے یثرب و بطحا کی زمین
یہ دعار ہتی ہو درگاہ خدا میں ہر شب
کب نظر آئے گی قندیل مزار اقدس

جلد دکھلائے شاہ رخ انور اپنا
فخر ہے آدم و عیسیٰ کا ہمیں اپنا
لطف فرمائینگے جب ساقی کو تراپنا
کسکی بوسے ہو دماغ آج آج سحر اپنا
ہند میں تنگ بہت ہو دل مضطرب اپنا
اب توجی ہند میں لگتا نہیں دم بھراپنا
لاشہ مارا نہ پھری ہند میں دروہ اپنا
ایک دن سنگ دریاک ہوا اور سراپنا
دیکھوں کس وز چمکتا ہو مقدر اپنا

آرزو جلد بر آئے مری دل کی شاما

ہند سے جا کے مدینہ میں کروں گھر اپنا

خوف ہو تجکو عبت تشنہ لبی کا قربان

لطف فرما میں گے وان ساقیے کو تراپنا

ٹکڑے ٹکڑے نکروں کیوں میں گریبان اپنا
روضہ پاک کو دیکھو نگا کبھی آنکھوں سے
دیکھ لیتی جو زلیخا ترے جلوہ کی جھلک
بعد مدت کے ہوا وصل کا دن مجکو نصیب
رفتہ رفتہ کشش دل سے دکھایا یہ اثر

اپنی نظروں سو نہاں ہو شہ جیلان اپنا
کیوں خدا کے گادل سے کبھی اربان اپنا
بھول جاتی بنجرا یوسف کنعان اپنا
منہ نہ دکھلائے مجھ پر شب بھراں اپنا
خانہ ولیم ہو اغوش ہے مہمان اپنا

یار بھی آج تو ہو پیش نظر اے قربان

خون بہاتا ہو یہ کیوں دیدہ گریبان اپنا

قصیدہ در مرح سید السادات و منبع الحسنات قبلہ ارباب ایقان مقتدا
اہل عرفان قطب زمان محبوب یزدان مولائی مرشدی معاوی وجدی
حضرت حکیم سید مہر علی قادری اکبر آبادی قدس اللہ سرہ

بھر ہمارائی ہے ساقی مے نایاب پلا
ابر وہ جھوم کے قبلہ کی طرف سو اٹھا
ہر طرف باغ میں ہے بلبل شیدا کی پکار
رقص طاؤس سے سینے میں شگفتہ دل ہے
شاوہن مرغ چمن چھوٹتے فوراً رمیہن
نونا لان گلستان کی وہ دھانی پوشاک

دل مروہ کو پھر اعجاز نمائی سے جلا
دست رنگین سے اوھر تو بھی کوئی جام بڑھا
ہن شجر وجد میں طار بھی ہن سب نغمہ سرا
چلتی ہو جھوم کے مستونیک طرح باد صبا
دل کیے دیتا ہے بیچین لہکتا سبزا
ہاے نظروں میں کبھی جاتی ہے ہراک کی ادا

پھول جامہ میں سہاتے نہیں یہ فرحت ہو
 دھیان آیا جو مجھے آج ہو کیسی یہ خوشی
 اُسکا عرس آج ہو جو خلق کا ہے راہ نما
 معدن کشف و کرامت گل بتان کرم
 سید و قادری و نائب غوث الاعظم
 حضرت مہر علی چرخ ولایت کے قمر
 قطب آفاق زلے میں ہیں جو نور الدین
 ہو عجب لطف کہ ہیں دونوں مزار ایک جگہ
 دیکھنے میں تو بظاہر ہیں یہ خورشید و قمر
 چادر رحمت باری ہے غلاف مرقد
 اہل دل آئے ہیں باین فیض اٹھانیکے لیے
 ہے کہیں نعرہ یا ہو تو کہیں یا حق ہے
 ہاتھ باندھی ہوئے اک سمت ہو صحرایان
 آج تو بادۂ وحدت سے چھٹکا دو مجھ کو
 آنکھیں مشتاق ہیں مٹرتی سو کہ دیکھیں دیدار
 کب تک اب نالہ شہگیر کروں یا حضرت
 رحم لازم ہے کہ ہوں آپ کے در کا خادم
 اور نظر وہ ہو کہ وارفتہ کرے جو مجھ کو

آج تو گلشن دنیا میں ہو جنت کی فزا
 ہاتھ غیب کی آئی مری کا نو نہیں صدا
 نیرِ برج ولایت گہر بحر سخا
 خضرِ نزل لاہوت و امام عرفا
 صاحبِ جو و اتم منبع انوارِ خدا
 ذی شرف پاک نسب مقصدِ ارباب ولا
 اُنکے ہیں نورِ نظر آپ زہرِ شانِ خدا
 سجدِ اخلاق میں یہ فیض کے ہیں دور یا
 اور حقیقت میں تو ہو ایک وہی نورِ خدا
 کم نہیں وادیِ ایمن سے چراغوں کی ضیا
 باادب بیٹھیں صفت باندھی ہو موسیٰ فقرا
 جا کے ٹکراتی ہو کروں سے فقیر و نیکی صدا
 ہو یہ ہی عرضِ ساسی شیخ سے باصدق ولا
 سرِ سرِ عرفان کا آنکھو نہیں لگا دو شاہ
 رخِ انور سے نقاب آج اولٹ دیجو ذرا
 تاکجا صدمہ فرقت سے کروں آہ و بکا
 ہوا دھری بھی نظر لطف ذرا اے آقا
 دین و دنیا کی خبر پھر نہ مجھے ہوا صلا

سب کہیں ہو گئی قربانِ پیمائیت کی نظر
 ایسے طالب کے لیے چاہیے مرشد ایسا

ر و ی ف ب

<p>حشر تک کھایا کرے گریون ہی چکر آفتاب ہر سحر مثل گدا پھرتا ہے در و آفتاب آج کی شب بزم سیلا و پیمبر ہی بیان وہ سراپا نور ہے اور یہ سرا سرنار ہے شعلہ رو ہوا تیشین رخسار ہی سب سہی سایہ طوبے میں ہوگی آہت عاصی ضرور جام کوثر آہت عاصی کو جب ہوگا عطا پڑھ رہی ہیں بزم سیلا و محمد آج ہم روح احمد دیکھ کر بولے تعجب سے عرب نیر اعظم اسی سے اسکو کہتے ہیں کہ ہے</p>	<p>سرورِ عالم سا پائے گانہ سرور آفتاب مانگتا ہے صدقہ آل پیمبر آفتاب مہربانی سے ذرا نکلے ٹھہر کر آفتاب نور احمد سے بھلا کیا ہو ہمسرا آفتاب پر نہوگا اس کف پاکی برابر آفتاب سرنگون ہووے گا کیسے روز محشر آفتاب پانی پانی ہووے گا شرمندہ ہو کر آفتاب عود سوز اپنا ہو حاضر جلد لیکر آفتاب قد آدم کیا اتر آیا زمین پر آفتاب ذرہ خاک در آل پیمبر آفتاب</p>
--	---

عرصہ محشر میں اے قربان جب ہوگا مزا
 آئیگا جہنم سوانیرے کے اوپر آفتاب

ر و ی ف ت

<p>بزم سیلا دین آؤ تو ذرا آج کی رات نور سے کیوں نہو معمور یہ جا آج کی رات چشم دل کھول کے دیکھو تو ذرا آج کی رات لائی جو نکتہ کیسویے رسا آج کی رات مل گیا آب بقا زندہ جاوید ہوا گیسو پاک کی خوشبو جو اڑا لائی نسیم</p>	<p>جلوہ افروز ہیں محبوب خدا آج کی رات جلوہ افروز ہیں محبوب خدا آج کی رات کیا کہوں مجھ کو نظر آتا ہی کیا آج کی رات تیرا احسان ہوا باد صبا آج کی رات مجھے محبوب مرا آ کے ملا آج کی رات ہند کا دشت ہی صحر اخطا آج کی رات</p>
--	--

وہ سیحامے بالین پہ جو آئے تو کہوں
لکھ رہا ہوں جو میں کیسے دل آویز کا وصف
سُن رہا ہوں مرے اشعار جو گوشِ دل سے
فرش آنکھوں کا بچھاؤ کہ نبی آتے ہیں
جمع ہیں جتنے سخنور یہی فرماتے ہیں

دلِ بیمار کی کچھ کیجئے دوا آج کی رات
بارِ احسان سے دہی جاتی ہو کیا آج کی رات
لبِ جبریل پہ ہو وصلِ علی آج کی رات
عرشیوں کی یہ زبان پر صدا آج کی رات
نہیں اس نغمہ میں افسوس آج کی رات

ملگیا ذات میں وہ نورِ احدا کی قربان
آتی ہو پردہٴ وحدت سے صدا آج کی رات

نظر پڑی ہے جو ساقی بہار کی صورت
کہیں اُٹرا کے نہ لیجائے مجھ کو با و صبا
جوشِ شب کے آنے کا وعدہ کیا ہو اُس گل نے
کسی کے غمِ گیسو کی آ رہی ہے بو
کرم ہے و عظمین تو صیف جسکی تو وعظ
تارِ باہو دل بہ قرارِ فرقت میں

دکھا دے مجھ کو غمِ شگوار کی صورت
پڑا ہوں تیری گلی میں غبار کی صورت
روان روان ہو مرا انتظار کی صورت
ہر ایک سمت سے مشکِ تار کی صورت
کھینچی ہے ولیہ میر اُس نگار کی صورت
الہی آئے نظراب قرار کی صورت

عبث تلاش ہو دیر و حرم میں اقربان
ہے اپنے آئینہٴ دل میں یار کی صورت

روایت

مغفرتِ حشر میں ہو و گئی نبی کے باعث
مہر میں تاب ہو کچھ مہتابان میں ضیا
کوئی امیدِ شفاعت کی نہ تھی محشر میں
جلد اب شربت ویدار پلاؤ یا شاہ

جام کوثر کا عطا ہوگا علی کے باعث
سب یہ روشن ہیں دلائلِ نبی کے باعث
بچ گیا ایک جٹ ان عربی کے باعث
جان ہو نٹو نیہ ہو یا تشنہ لبی کے باعث

قبر روشن ہوئی تشریف جو لائے حضرت
حسرت وصل لیو پھرتے ہیں اُس کو پنجو میں
طالب وید کور و ضد پہ بلا لوستا ہا
اسے بتو چھوڑو و دعوائے خدائی دیکھو

تیرگی دور ہوئی نور بنی کے باعث
ہو گئے خوار تہتائے ولی کے باعث
ہند میں چین نہیں لگی لگی کر باعث
ہوا فرعون کا کیا حال خودی کو باعث

ذکر بھی اب خبر عیسیٰ کا نہیں اور قربان
ٹنگیا نام براق نبوی کے باعث

رویف ج

سیدان سخن میں بھی چل اے بند زبان آج
گرتے ہو جو قربان تم اوصاف و مان آج
سنتا نہیں کوئی مری فریاد و فغان آج
دل عشق محمد میں ہو فریاد کمان آج
پڑھتے ہو جو سیلا و رسول و جہان آج
ہے یاد مدینہ جو مضطر دل بیتاب
دن رات مہر منور میں آنکھیں سے
جب ہو وراقہ س کی زیارت نہ میسر
خرنعت کوئی بات نکالو نہ دہن سے
کل شرم تیرے ماتھے ہے یا شافع محشر
فروا حق قیامت میں رہیں یوں بھی یہ شباش
جس طرحے ممکن ہو مدینہ میں پہنچ جا
اچھو سنا بر کرم یہ تو بتا دے

کچھ زور دکھا اپنا تو اے طبع جوان آج
لازم تو یہ ہو دھوئے کوثر سربان آج
در چھوڑ کے حضرت کا بھلا جاؤں کہا آج
ہو گا کوئی دم میں تہ و بالا یہ جہان آج
لازم تو یہ ہو دھوئے کوثر سے زبان آج
اٹھتا ہے عجب نگ کا کچھ دس دھوان آج
ایک فرسہ مہر مہرے دونوں جہان آج
کیونکر کروں ہند میں فریاد و فغان آج
کل کام نہ لگی جو یہ چلتی ہے زبان آج
محتاج شفاعت میں تری پیر و جوان آج
جو لوگ ہیں اُنت کہ ترے خندہ زبان آج
ایدل کہیں کچھ نہ مری جان کا زیا آج
قربان تیرا در چھوڑ کے پھر جا کہا آج

رویت ح

آفت دے اپنی مجکو خدا یا کسی طرح
وہ درو ہووے پیدا خدا یا کسی طرح
و کھلاوے جلد خلد کارستا کسی طرح
یہ آرزو ہے دل کی خدا یا کسی طرح
مٹجاؤن تیری راہ میں ایسا خدا ہو نہیں
دُنیا میں سو طرح سے ہوں گرچہ چھنسا ہوا
احسان طرح طرح کے کیے تو نے عمر بھر
اے بے نیاز تیرے سوا اس زمانہ میں

تیرے سوا نہ غم ہو کسی کا کسی طرح
عیسے نہ جسکو کر سکے اچھا کسی طرح
روکین نہ مجکو مردم دُنیا کسی طرح
ہو جاؤن تیرے عشق میں سوا کسی طرح
اٹھجائے دل سو پر وہ خود کا کسی طرح
لیکن میں تیری یاد نہ بھولا کسی طرح
کیونکر اداے شکر ہو تیرا کسی طرح
یاں پر نہیں کوئی کسی کا کسی طرح

تیرے سوا نہ عشق کسی کا ہو یا خدا
قربان کی یہ سُن لے تمنا کسی طرح

نعت نبی میں لکھوں خدا یا کسی طرح
یا رب مجھے دینہ میں ہو بچا کسی طرح
ہر لحظہ بیقرار ہوں فرقت میں یا نبی
یا رب ہو عشق دین محمد سے دل نہال
و امن پکڑ کے عرض کروں گا میں روزِ حشر
خود آنے کرم سے کہ مجکو بچائے
خورشید سے ستارہ قسمت بلند ہو
مہندی کا جلد میرے خدا یا ظہور ہو
جینے سے تنگ ہو جو وہ ہے دور آپ سے

رُکنے نہ پائے پھر میرا خامہ کسی طرح
دیکھوں میں روضہ شہ والا کسی طرح
آیا نہ دھیان آکھو میرا کسی طرح
ہو غنچہ امید شکفتا کسی طرح
لو آج تو اٹھائے پروا کسی طرح
بیمار کی خبر لو سبیا کسی طرح
آئے نظر جو وہ قد بالا کسی طرح
گر جابے سُرخ دین کا جھنڈا کسی طرح
قربان کو اب بلائیے شام کسی طرح

رویف خ

ہوگی میرے خون سے تلوار سُرخ
آج ہیں کیوں جبہ و دستار سُرخ
ہے لہو سے یار کی تلوار سُرخ
کا کریمی چنپی گلتا سُرخ
جو نظر آتا ہے سب گلزار سُرخ
کیوں نوزخِ خمِ دل بیمار سُرخ

جامہ یون پہنے ہے وہ دلدار سُرخ
وا عطا کیا لہرِ دل میں آگئی
جوش میں آئے نہ کیونکر خون مرا
ہے اُسی کارنگ یہ ہر شان میں
ہے گلِ رخسارِ جانان کا یہ عکس
سوزنِ غم سے علاقہ ہے اسے

عاشقوں کی خیراے قربان ہو
غیظ سے کیوں ہے رُخِ دلدار سُرخ

رویف د

علاجِ سینہ بریان ہیں احمد
ضیائے شمعِ نیروان ہیں احمد
ہمارے عالمِ امکان ہیں احمد
چراغِ خانہٴ ایمان ہیں احمد
تجلیِ دل ویران ہیں احمد
ہمارے شافعِ عصیان ہیں احمد
یہ عالمِ جسم ہے اور جان ہیں احمد

دل پر دو رو کے دربان ہیں احمد
لقبِ ہوا احمد بے سیم اُن کا
انھیں سو باغِ ہستی پر فضا ہو
منور ہے انھیں سے کعبہٴ دل
تصویر سے ہوا ان کے زندگانی
ہیں کیا فکر ہے روزِ جزا کی
ہے اُسکے نور کا ہر شے میں جلوہ

تصدقِ چنپہ ہووے جانِ قربان
نہورِ عالمِ امکان ہیں احمد

مرا ہے غمِ ہجر سے قربانِ محمد

دکھلا دے اکی سُرخ تا بانِ محمد

ہوں میں تو دل و جان سے ثنا خوانِ محمدؐ
 افضل ہیں ملائک سے غلامانِ محمدؐ
 کیا وصف ہو چاروں کا جو ہیں چار خلیفہ
 آیا ہے یہ قرآن میں خالق کا ہر فرمان
 تعظیم محمدؐ کی تو تعظیم خدا ہے
 تعظیم محمدؐ کا جو منکر ہے شقی ہے
 تکلیف نہ فرمائیں یہاں حضرت عیسیٰ
 کچھ آگے میرے قدر نہیں مشکِ حقن کی

سر پہ ہر مرے سایہ و اماں محمدؐ
 ہے عرش برین پایہ ایوانِ محمدؐ
 عنصر ہیں تنِ اطر ویشانِ محمدؐ
 پیدا نہوا دوسرا ہمشانِ محمدؐ
 تعظیم کے قابل ہیں گدایانِ محمدؐ
 بے دین سمجھتا نہیں کچھ شانِ محمدؐ
 ہے درویرِ قابل درماںِ محمدؐ
 سونگھے ہیں جو کیسویں پریشانِ محمدؐ

ایسا نہوا اور نہ ہو گا کبھی پیدا
 قربان ہے دل و جان سے قربانِ محمدؐ

رولیف و

لکھ کے اُس گلشنِ غربی نے جو بھیجا کاغذ
 لا کے خط مجھ کو دیا جبکہ کسی قاصد نے
 کیلے میرے خطوں کا نہیں دیتے ہو جو اب
 جب اٹھایا کبھی لکھنے کیلئے اُس بُت نے
 جسکے پڑھتے ہی ہوا سینے میں دل سو ٹکڑے
 واہ رے جذبہٴ دل خاک ہوا اُس پہ اثر

بنگیا تختہٴ فردوسِ سعلا کاغذ
 میں نے سمجھا کہ اُسی شوخ لکھا کاغذ
 کیا جہان میں نہیں ایجاں تھیں پیدا کاغذ
 بنگیا جلوہٴ عارض سے سنہرا کاغذ
 اچھا اُس قاتلِ عشاق نے بھیجا کاغذ
 بھول کر بھی مجھے اُس بُت نے لکھا کاغذ

دل میں ہر نامہ لکھوں اُسکو مگر امی قربان
 چاہیے اُس بُتِ سیمین کو روپلا کاغذ

رولیف و

و اما توئی قادر توئی یا غوث اعظم و ستگیر
 نخت دل ز ہر توئی نور علی شاہا توئی
 ہام تو نام کبریا اسم تو اسم مصطفیٰ
 دل مال کیسے تو جانم فدا بر روی تو

نشلکشا سرور توئی یا غوث اعظم و ستگیر
 ابن حسن صفدر توئی یا غوث اعظم و ستگیر
 در خلق حق بر تر توئی یا غوث اعظم و ستگیر
 مطلوب حق دلبر توئی یا غوث اعظم و ستگیر

قربان غریب و خستہ را یک جام وحدت کن عطا
 ساتی توئی ساغر توئی یا غوث اعظم و ستگیر

در مدح سید السادات و منبع الحسنات قبلہ ارباب اتقان مقتدا
 اہل عرفان قطب نامان محبوب یزدان مولائی مرشدی معاومی
 وجدی حضرت حکیم سید مہر علی قادری اکبر آبادی قدس اللہ سرہ العزیز

ہوں بجزین تیروین مضطر مولا شہ مہر علی قادر
 کیا مجھ کو صفت ہو تیری بیاد ہر ذات تری ذات سبحان
 تم نور نامن نور اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ
 اگر شکل ہوا تو دل میں بسا کہ شور ہوا تو سر میں رہا
 ہر ذات تری ہر نگ شاہ کیا رنگ کھا ہر رنگ میں آ

ہو جا کر م کی مجھ پہ نظر مولا شہ مہر علی قادر
 اور نگاہ جن و بشر مولا شہ مہر علی قادر
 اے لیس کشلی کے منظر مولا شہ مہر علی قادر
 کہ نور ہوا تو پیش نظر مولا شہ مہر علی قادر
 خود تخم ہوا خود شاخ و شجر مولا شہ مہر علی قادر

قربان سو ہر تیری شان عیان اصل وجود کون و مکان
 میں موج ہوں تو بحر خوشتر مولا شہ مہر علی قادر

رنگ لایا کبھی گلشن میں گل تر ہو کر
 یا وہی تم تھے کہ دل لیکے دلبر ہو کر
 لاکھ فریاد و فغان کیجئے سنتے ہی نہیں

خود ہوا نغمہ سرا بلبل مضطر ہو کر
 یا دل آزار یان کرتے ہو شکر ہو کر
 میری جانب سے توبت بھیجیں تھر ہو کر

دیر لیجاتا ہے یا کوئی تان میں مجھ کو
 تا توانی کا ہے احسان کہ گلی میں اُسکی
 درِ جانان پہ پہنچتے ہی یہ حیرت نے لیا
 گو گنہگار ہیں است میں تو اُنکے ہم ہیں
 ایک مدت سو خجھون نے ہے پریشان رکھا
 دیکھو گشتِ گنجی بخت کہ شب کو ناگاہ
 یادِ دندان میں عجب نگ سے نکلے آنسو
 آخرش وعدہ وفا کر گیا وہ وعدہ خلاف
 ہو گیا رنگ ہوا بو کی طرح سے اُسکا

دل نے گمراہ کیا ہے مجھے رہبر ہو کر
 رہ گیا خاک پہ گرتے ہی میں بستر ہو کر
 رہ گیا سکتہ کی حالت میں پیشِ شہر ہو کر
 بخشوا اینکے ہمیں شافع محشر ہو کر
 جان و نگاہیں اُنھیں کیسو وں کے سر ہو کر
 گھر سے وہ لوٹ گئے میرا مقدر ہو کر
 کبھی نیلم کبھی مرجان کبھی گوہر ہو کر
 بات جو ہونی ہو رہتی ہے وہ اکثر ہو کر
 باغین نکلے جو وہ گل کی برابر ہو کر

ہم کو کچھ خوف نہیں تشنہ لبی کا قربان
 پیاسا رکھیں گے ہمیں ساتی کوثر ہو کر

رولف ز

کیا جانے کوئی اُس بُت بیدا و گر کاراز
 کہتے ہیں اسکو ضبط کہ مرنیکے ورتیک
 کیا کیا نہ کوششیں ہوئیں کیا کیا نہ چھانی خاک
 قیدِ تعینات سے آگاہ ہے وہ ہی
 حیران ہے اک زمانہ مگر کچھ کھلا نہ بھید
 گریانِ حورِ رات دن یہ فراقِ رسولِ مین

پوچھیں گے غیبِ بانوں سو اُسکی کمر کاراز
 کھلے دیانہ دل پہ بھی ہم نے جگر کاراز
 ظاہر ہوا نہ آج تک اُس سیمبر کاراز
 عارف کے دل سے پوچھئے جا کر شر کاراز
 ممکن نہیں کھلے میرے رشکِ قمر کاراز
 کوثر سے پوچھو جا کے میری چشمِ تر کاراز

قربان پر وہ پوشی کے معنی یہی تو ہیں
 اب تک کھلا نہ آنکھ پہ تارِ نظر کاراز

رویت س

عاصیوں کا کون ہی تیرے سوا فریاد رس
یا سحابِ مکرمت بحرِ ستا فریاد رس
مرہمِ دل خستگانِ صوت دکھا فریاد رس
بکیسوں کے آپ ہیں شکل کشا فریاد رس
رحمۃ اللعالمین بسِ خدا فریاد رس
خاص اپنے دوست کو اسکا کیا فریاد رس

سخت مشکل میں معن یا شاہِ ہدی فریاد رس
تشنہ لب ہر ایک عالمِ حد سے گزری تشنگی
یہ دلِ بیتیاب تیغِ ہجر کا گھائل ہوا
ہم غریبوں کا سہارا دین و دنیا میں سے کون
آپ کی فرقت میں جانِ زار لب پر آئی ہے
واہ کیا اُلفتِ خدا کو امتِ احمد سے ہے

خوف کس کا پھر تجھے قربان جتنے ہیں معین
مصطفیٰ و مرتضیٰ آلِ عبا فریاد رس

چاہیے بندہ ہر حال میں مولا کی ہوس
اک ہوس ہے فقط دیدہ بینا کی ہوس
نہ غرض لا سے مجھے اور نہ اِلا کی ہوس
کام خواہش سے ہے مجھ کو نہ تمنا کی ہوس
نہ ہر اونے سے سروکار نہ اعلا کی ہوس
نہ طلبِ عشق کی نہ عاشقِ شیدا کی ہوس
خوفِ دوزخ کا نہ فردوسِ معلّا کی ہوس

دین کی ہونہ طلب اور نہ دنیا کی ہوس
مالِ دنیا کی نہ کچھ دولتِ عقبا کی ہوس
مرد آزاد کو کیا کام قیودات سے ہے
نامرادی جسے کہتے ہیں وہ ہر عینِ مراد
اپنی نظروں میں فقیر اور غنی یکساں ہیں
چھوڑ کر قیدِ طلبِ مطلبِ دل کو پایا
طلبِ فادات نے آزاد کیا دونوں سے

کام کیا اچھے بُرے سے ہی مجھے امی قربان
محبِ بزرگ ہوں دنیا کی نہ عقبی کی ہوس

رویت شش

بیلِ دل کو فقط ہر اُس گلِ تر کی تلاش

آرزویِ سیمِ وزر ہے کچھ نہ گوہر کی تلاش

پھر دل سودہ زدہ کو ہر کسی لیلیٰ کی یاد
آرزو مدت سے ہو دیکھوں فضا کے کر بلا
مسند الفقر و فخر می بس ہے میرے واسطے
صدیہ زقت سے اگر کم بھی نہیں رحمت نصیب
آپ گل میں چر میرا گل و لالے بو تراب
کر دیا آزاد مجھ کو جلوہ پر نگ نے

آج کل ہر پھر گ مجھ کو نکوشت کی تلاش
اک دل حسرت زدہ کو ہے بہتر کی تلاش
کام تکیہ سے مجھے کچھ اور نہ بستر کی تلاش
دشمن جان بنگی ہے اک ستمگر کی تلاش
حیدر می ہوں کیوں رہا ہر دم حیدر کی تلاش
کام کعبے سے مجھ کو کچھ اور نہ مندر کی تلاش

بے وصال یار ہے کیا خاک لطف زندگی
دل کو کیوں ہر دم رہو قربان نہ دلبر کی تلاش

رویف ص

فقیر کے لیے کیا فکر بیش و کم مخصوص
اٹھائے نہ ملائک بھی جس امانت کو
جوان کے پیٹ سے نکلا وہ گور جھانکے گا
ہر اک مقام پہ یکسان ہے جلوہ یزدان
یہ جان تک نہیں کرتے عزیز سائل سے
جنھوں نے اُفتابِ نبی میں جان دی ہے

ہر ایک حال میں مولا کا ہے کرم مخصوص
رکھا وہ سر پہ میری حق نے کوہ غم مخصوص
وہ کون ہو نہیں جسکو زہ عدم مخصوص
نہ شرط کعبہ کی نے خانہ صنم مخصوص
کیوں جہان میں ہوں صفا کرم مخصوص
انھیں کے واسطے ہے گلشنِ ارم مخصوص

سنور کے غیر کے گھر وہ چلے ہیں اقربان
ہمارے واسطے انکا ہے یہ ستم مخصوص

رویف ص

ایفلک مجھے ہو کیوں تو ناراض
اُس گل تر کی ہے کسپر خفگی

نظر آتا ہو وہ مہر و ناراض
کیوں صبا پھرتی ہے ہر سواراض

تنیج خمدار سے بڑھکر ہیں مجھے
پھر ستم پر ہے فلک آمادہ
خارِ غم کیوں نہ گڑین سینے میں
پھر گئی آنکھ تیری کیوں ہم سے

ہو گئے کیوں تری ابرو ناراض
مجھے ہی پھر وہ جفا جو ناراض
ہو گیا مجھے وہ گلر ونا ناراض
کھا کے بل کیوں ہو گیسو ناراض

یہی قربان کی دعا ہے یا رب
تا دم مرگ نہ تو ناراض

رویت ط

تنے آنے کا کیا وعدا غلط
انتظاری میں میرا دل خون ہوا
کیوں مجھے بدنام کرتے ہو بھلا
اُسے آنے کا کیا اقرار جھوٹ
کھنچ سکی آخر نہ تصویرِ جسم
اُٹھ سکا دل سے نہ ادنا سا ستم

کیوں عبث مجھ کو یاد دھوکا غلط
وعدہ کرتا ہے کوئی ایسا غلط
کب سخن میرا کوئی پایا غلط
کس طرح خط میں نہوا ملا غلط
ہو گیا مانی سے بھی خاک غلط
کیوں کیا تھا عشق کا دوا غلط

جلوہ فرما آپ اے قربان ہے وہ
ہستی مو ہو م کا دھوکا غلط

مطلب ہر سیم و زر سے نہ شاہ و گدا سہو ربط
جب سی ہوا ہے اک بُت نا آشنا سے ربط
شکل میں بھی کسی سے نہیں طالبِ مدد
ٹپے کر چکے ہیں ثبوتِ فنا و بقا کو ہر سیم
قیدِ تعینات سے ہم ہو چپکے رہا

رکھتی ہیں دو جہان میں فقط ہم خدا سے ربط
ہر دنگو رات و دن غم و رنج و بلا سے ربط
کافی ہو اس فقیر کو مشکلات سے ربط
کچھ زندگی سے ہم کو غرض نے قضا سے ربط
الا سے اب فقیر کو مطلبِ بلا سے ربط

محبوب کائنات ہے وہ بھی جہان میں
زنجیر معصیت سے نہیں اُسکو کچھ خطر
پالا پڑا ہے کاکلی خدار یا رسے

ہر جسکے دل کو عشق حبیب خدا سے ربط
ہو جسے بشر کو زلف شہ انبیا سے ربط
ان روزوں دلوں کو پھر ہوا دام بلا سے ربط

قربان کیا ہوا جو مرا تن ہے ہند میں
ہر میری روح کو تو حبیب خدا سے ربط

رویف ظ

رکھو گانا نام محمد کو دلیں گھر محفوظ
گناہ تیغ بکف گرچہ مجھ کو گھیرے ہین
جہان ہو نو کر حبیب خدا میرے عزوجل
جو نام سُنکے لب و چشم پر رکھو ابہام
رہیگا نارِ جہنم سے وہ بشر محفوظ
رکھیں گی ہم کو شفاعت کی پیر محفوظ
رہو حوادثِ ایام سے وہ گھر محفوظ
رہیں گی ضعفِ بصارت سے وہ نظر محفوظ

جو عشق سید عالم میں رات دن روئے
رہو عذاب سے قربان وہ چشم تر محفوظ

ابتو کر اے بُتِ مہر و محفوظ
چاندنی چھلکی ہے دے جامِ شراب
دیکھ کر چشم سے اُس بُت کی
خود نہ آئے گا وہ دلبر جب تک
اُسکے کوچے کا نہ کر قصدِ دل
رند کو آج چھکا دے ساوی
دل ہو سرور جو ہو تو محفوظ
آج عشاق ہیں ہر سو محفوظ
ہو گئے دشت میں آ ہو محفوظ
میں نہونگا کسی پہلو محفوظ
تجھے ہو گا وہ جفا جو محفوظ
اندنوں مست ہیں ہر سو محفوظ

سجدہ شکر کروں اے قربان
ہوا اگر مجھ سے وہ مہر و محفوظ

رویت ع

ہے میرے دل میں رُخ محبوب اور کی شعاع جب کبھی چمکے دُر و ندان احمد و ہو پین جو تجلی ہے ہمارے دل کی داغون سے عیان آیا منزل میں میری وہ غیرت مہر و قمر ضو فکن ہو جلوہ نور خدائے لم یزل بیل دل کیوں نہ اُس بُت پر ہو سو جانو شمار	دیکھ لیں اہل نظر مہر منور کی شعاع شرم سے ظلمت بنی خوشید خاور کی شعاع شمع کی ہو روشنی ایسی نہ اختر کی شعاع صحن میں بھیلی ہوئی ہر ماہ نور کی شعاع دیکھ لو آئینہ روئے ہمیب کی شعاع پھول سی گالون میں ہر باقوت احمر کی شعاع
--	--

رات دن قربان ہو محو جمال مصطفیٰ
کیون نہ ہو تیرے درِ مضمون میں گوہر کی شعاع

رویت غ

دلیر ہے اپنے ہر بت سیمبر کا داغ کس طرح روز و شب رہیں بیکرا رہم مکن نہیں کہ جاہل ذاتی ہو ذمی شعور ناسور دل کا داغ جگر سے نہ کیوں ہو تیز کیا خاک ہو نخیل سے سائل کو فائدہ جلتا ہے حُب دولتِ ثنیا میں رات و دن	ہے آفتابِ حشر ہمارے جگر کا داغ دل سے ملا ہوا ہو ہمارے جگر کا داغ یہ کسکی تاب ہو جو مٹائے قمر کا داغ یہ اس برس کا داغ ہو وہ پیشتر کا داغ ہو اُسکے قلبِ نحس پہ دینار و زر کا داغ اگر سے کم نہیں ہو دلِ فقہ گر کا داغ
--	---

دل و داغ رہتا ہو قربان رات و دن
نشر ہے دل کو حُبِ سیمبر کا داغ

رویت ف

شکل آنکھ کو محبوب کی آجائے نظر صاف	آئینہ کی صورت ہو اگر قلبِ بشر صاف
------------------------------------	-----------------------------------

تشبیہ اسے عارضِ معشوق سے دیتے
یوں نعتِ نبی کرنے سے ہوتا ہے بشرِ پاک
کیا مجھ سے ثنا ہو دُر و ندانِ صنم کی
اُس ثناء نے لیل کا ذرا دھیان جو آئے
خوش ہو کے ابھی تربتِ بلبل یہ رکھیں بھول

دھبوں سے اگر دیکھتے ہم روئے قمرِ صاف
جس طرح کہ دل کرتی ہو عارف کی نظرِ صاف
دیکھے نہیں اس رنگ کے دُنیا میں گہرِ صاف
ظاہرِ میری وحشت سے ہو مجنوں کا اثرِ صاف
ہو جا اگر ہے وہ رشکِ گلِ ترِ صاف

قربانِ مین نگرہ جو کروں ہجرِ صنم میں
ہو جائی ابھی چاکِ گریبانِ سحرِ صاف

ردیف ق

ٹکڑے ٹکڑے کروں کیوں مینِ گریبانِ فراق
جذبِ دل کھینچ کے لایا اُنھیں آخرِ محبہ تک
بعدِ مدت کے ہوا وصلِ صنم مجھ کو نصیب
کرو یا ہجر کے اندوہ سے یکدم مینِ جدا
رفتہ رفتہ میری قسمت نے دکھایا یہ اثر
زخمِ دل کے لہو اک تازہ طش ہے ہر دم
انتظار میں بھی اک تازہ مزا پاتا ہوں
گر وہ بت چاہے تو اک آن میں ہو جائے ابھی

وصل سے پہلے نظر آتا ہے سامانِ فراق
مرے دم تک بھی نہ بھولوں گا مینِ احسانِ فراق
اب تو ہوتا تھا میرا اور گریبانِ فراق
کیا میرا کام نکالا ہر مینِ قربانِ فراق
بنگلی وصل کی امید ہی دربانِ فراق
دیکھے عشاق کی آنکھوں سے کوئی ثنا فراق
خلق میں میرا کس کو ہوا ارمانِ فراق
جامہ وصل میں بہانِ تنِ عریانِ فراق

کس کشاکش میں میری جان بھنسی ہے قربان
غمِ ہر مہمان میرا اور مینِ مہمانِ فراق

حق کے سطلوٹ طلب کا رخِ صابِ صدیق
دین احمد کے مدد کا رخِ صابِ صدیق

یارِ غارِ شہمِ ابرارِ جنابِ صدیق
جو ہر تیغ سے اسلام کو زینت بخشی

کسکو حصہ شہادت کا بنی نے بخشا
برج وحدت کو قمر برج نبوت کو گھر
پھر وہ شاہنشاہ کا بھی دنیا میں سلامی نہ رہا
پاؤ اقدس اٹھاؤں نہ کبھی سراپنا

صرف تھو اُسکے سزاوار جناب صدیق
خلق کے سید و سالار جناب صدیق
جسے بانی تیری سرکار جناب صدیق
دیکھوں اگر آئیو الکار جناب صدیق

نزع کا قبر کا محشر کا نہ ڈر کر قربان
تیرے ہر جاہلین مدوگار جناب صدیق

رویف ک

دل پہ داغ ہجر احمد ہی نشانی آج تک
چشمہ چشمان تر ہو عہد طفلی سے روان
ہو ازل سے میری دل کو عشق محبوب خدا
خانہ دل میں مکین ہے جلوہ شاہِ رسل
شریعت دیدار کو پکڑ بھی ہوں خواہان ہجر
عشق احمد کے وہ ہی ہیں لور پری میں بھی
پچھنے سے ساقی کو تیرے رند و نہیں ہو نہیں
ہوں ازل سے غمخیز کشن مدح نبی

ہو شہد والا کی مجھ پر مہربانی آج تک
ہو آنکھیں نہ ورون نہ شکو کی روانی آج تک
ہجر میں چہرہ ہو سیر از عطرانی آج تک
غوب کی مہمان کی میں نے مہمانی آج تک
ہو میری دل میں وہ ہی ہوں زہانی آج تک
تھا جو کل بس کہ وہ ہی زور جوانی آج تک
نوش کرتا ہوں شرابِ رغوانی آج تک
ہو لب جبریل پر میری کہانی آج تک

کیون نہ امی قربان مجھ سب عاشق احمد کین
عہد طفلی سے ہی شغل مدح خوانی آج تک

دریغ سید السند مرجع خاص و عام حضرت سید ابراہیم شہید آپ کا مزار قصبہ جلبیہ میں ہے!

رویف ل

بہارِ باغ وحدت سید ابراہیم صاحبِ دل
فروغِ نور عرفان مالک تقسیم صاحبِ دل

گل گلزار معنی واقف اسرارِ نیر وانی
رموز عشق خالق تو برانی اسے ہم خوبی
بنائے خانہ صبر و توکل از تو شد محکم

در بحرِ طریقت حاکم تنجیم صاحب دل
درین عالم تو هستی قابلِ تعظیم صاحب دل
خوشنایب باقیامت جائز تسلیم صاحب دل

یہ گوید بندہ ناچیز قربانِ وصفِ تو شایا
ترا بخشید خالق عزت و کریم صاحب دل

روایت م

کھولین زبان کونعت رسولِ زمین ہم
استادِ مین رہا سے سخنور خوشا نصیب
ایہ قیراب تو سونے دے ہلکو کہ قبل مرگ
چہرہ مثالِ نامہ اعمال ہے سیاہ
رہتا ہی ہلکو اس رخِ روشن کا جو خیال
ایہ حسرتِ زیارتِ روئے بتان نہ جا
جھک جھک کر رہی جاتا ہوا پر زمین کے چرخ
مجنون صفات ہیں کسی لیلیٰ کے ہجر میں
پاؤں بڑھائیں کس طرح میدانِ عقل میں

بلبل کے جا کے ہوش اُڑا دین چن مین ہم
پھولین پھلین نکس طرح باغِ سخن مین ہم
جاگے بہت ہیں ہجر رسولِ زمین ہم
کیونکر نہ منہ چھپائیں حجابِ کفن مین ہم
خلوت کا لطف دیکھتے ہیں انجمن مین ہم
رکھتے ہیں بڑھکوا جائے تجھ اپنے تن مین ہم
جب کھینچتے ہیں نالہ شب پر محن مین ہم
روتے ہیں چوٹ چوٹ کر دیوان مین ہم
اُچھو ہو کر ہیں زلف شکن در شکن مین ہم

کیا دور ہے عدم کہ جو جایا نجاے گا

اک دم کی دم میں ہو چنگیز قربانِ وطن مین ہم

دریچ سید السادات منبع الحسنات حق آگاہ و حق تمامولائی و مرشد می و جد می
حضرت حکیم سید نور الدین ضوی قادری قطب اکبر آبادی قدس اللہ سرہ العزیز

واقفِ انانی انا ہو شاہ نور الدین تم

کاشفِ رازِ خدا ہو شاہ نور الدین تم

درو عاشق کی دوا ہو شاہ نور الدین تم
 معنی اہل صفا ہو شاہ نور الدین تم
 اہل عرفان کی ضیا ہو شاہ نور الدین تم
 یعنی میرے پیشوا ہو شاہ نور الدین تم
 مصد لطف و عطا ہو شاہ نور الدین تم

شربت دیدار سے سیراب مجھ کو کیجیے
 رحم فرماؤ تو دل سے دور ہو میرے غبار
 ہے تمھارے نور سے روشن یہ سارا خاندان
 بحر عصیان سے نکالو مجھ کو اب بہر خدا
 آپ کا عاصی رہ کر کب تک الم میں مبتلا

شان میں کیا لکھ سکے حضرت کی یہ قربان غریب
 خاص مقبول خدا ہو شاہ نور الدین تم

او دل آزار صنم

او دل آزار صنم

جسم ہی میرا نزار

او دل آزار صنم

مجھ کو سودا ہے تیرا

او دل آزار صنم

اپنا جلوہ تو دکھا

اور دل آزار صنم

نہیں دنیا کی خبر

او دل آزار صنم

کوئی ہم دم نہ رہا

او دل آزار صنم

کیون ہوا مجھ کو خفا

چمن و ہرین ایک تو ہے طر حدار صنم

گل گلزار ہے تو اور ہین سب خار صنم

تپ فرقت سی ہوا ہون میں نہایت بیمار

مجھ کو دکھلا دے ذرا چاند سا رخسار صنم

دل پریشان ہے میرا جب سی ہوا ہے تو جدا

صد مہ ہجر کا اٹھتا نہیں اب بار صنم

خواب ہی میں نظر آ جا کبھی او ماہ لقا

کسی صورت سے تو ہو جا تو نمودار صنم

مست و مدھوش پڑا رہتا ہوں میں آٹھ پہر

مئے الفت سے تیرے میں ہوا سرشار صنم

دل جو پہلو میں تھا اُس نے بھی کنارہ پکڑا

کوئی دنیا میں نہیں اب میرا غمخوار صنم

مجھ کو کیون دل سے بھلا یا ہوتا ماہ لقا

آمیر کے پاس خدا کے لیے غنچوار صنم
 آپ تو بولا انا بحق اُسے بدنام کیا
 تو نے دکھلائی یہ منصور کو خود وار صنم
 قتل کر ڈالا مجھے ابرو نے تیرے قاتل
 بے گناہ مجھ پر چلائی ہے یہ تلوار صنم
 حیف دنیا میں رہی کچھ نہ ترا کام کیا
 کر کے یاں آئے تھر ہم تجھ سے تو اقرار صنم
 خوبیاں جتنی تھیں خالق نے وہ دین سب تجھ کو
 سب حسینوں کا کیا تجھ کو ہے سردار صنم

او دل آزار صنم
 خوب یہ کام کیا
 او دل آزار صنم
 ہو گیا میں سبیل
 او دل آزار صنم
 منکر و نین نام کیا
 او دل آزار صنم
 پھر کیا پیدا تجھ کو
 او دل آزار صنم

تجھ سے ہر جان دل جان سے ہر قربان خدا
 اب کسی شکل سے دکھلائے دے دیدار صنم
 اپنا کھڑا تو دکھا
 او دل آزار صنم

کچھ نہ چھو یہ سمے کیا ہیں ہم
 ہے حدوث و قدم ظہور اپنا
 فیض مطلق نے کر دیا آزاد
 جبکہ شبیہ سے ہوئی تنزیہ
 بزم عالم ہمیں سرورشن ہے
 بے نیازی میں بھی ہو راز و نیاز
 حسن ذاتی نے کر دیا بیخود
 آواے سالکان راہ فنا
 کیوں نہ خورشید ہو نخل قربان

مرقاہ سر کبریا ہیں ہم
 کہیں فانی کہیں بقا ہیں ہم
 نہ خدا اور نہ با خدا ہیں ہم
 پھر کسی کے کب آشنا ہیں ہم
 شمع ایجاو کی ضیا ہیں ہم
 بی وفا ہو کے با وفا ہیں ہم
 اپنی صورت پہ مبتلا ہیں ہم
 خطر جادہ بقا ہیں ہم
 ذرہ خاک کر بلا ہیں ہم

دردِ دل کی دوا ہو نور الدین
 منظرِ کبریا ہو نور الدین
 ہے صفتِ مین میری زبانِ قاصر
 ایک جرّہ کا مین پیا سا ہوں
 پیروِ مرشد ہو قطبِ عالم ہو
 آپ جسکے معین ہوں اُسکی
 درِ اقدس ہے مرجعِ عالم
 کیون نہوں اُسکی مشکلیں آسان
 معدنِ نور کر دیا سینہ
 کیون نہ پہونچے وہ اپنی منزل کو
 ہو شفا جس مریض کی منظور
 میرے حق میں جو ہوش تابی ہو

ہر مرض کی شفا ہو نور الدین
 عین نورِ خدا ہو نور الدین
 کیا کہو مین کہ کیا ہو نور الدین
 جامِ وحدت عطا ہو نور الدین
 سب کی تم پیشوا ہو نور الدین
 کیون نہ جنت میں جا ہو نور الدین
 سب کے حاجت واد ہو نور الدین
 جسکا مشکِ کشا ہو نور الدین
 میرے دل کی ضیا ہو نور الدین
 جسکے تم رہنا ہو نور الدین
 ہر مرض خود دوا ہو نور الدین
 یاد وایا دعا ہو نور الدین

ظلمتِ کفر سے بچا لیجے

تمہی قربانِ خدا ہو نور الدین

تمہارے بحر میں اب بار بار نور الدین
 پلا دو بہرِ خدا جامِ بخود می محکو
 ذرا ادھر بھی کرم کی نگاہ ہو جائے
 فوشتہ چرخ پہ چورین بہشت کے اندر
 تمہارا نام نہ بھولیکامیرے دل سے کبھی
 پس فنا یہ تمنا ہو اپنی خالق سے

ترہ پہ ماہی دل بہ قرار نور الدین
 چڑھتا ہے سر پہ خودی کا خار نور الدین
 پڑا ہے در پہ تر کی خاکسار نور الدین
 ہین تیری دید کے امیدوار نور الدین
 کہو نگام کے بھی زیرِ قرار نور الدین
 بنوں مین در کا تمہارے غبار نور الدین

نگاہ لطف و عنایت کا آپ کے قربان
بہت نون سی ہے امیدوار نور الدین

وہ کوں انا بحق بجائے ہوئے ہیں
وہی جان اپنی جلائے ہوئے ہیں
وہ سر پہ آگے جھکائے ہوئے ہیں
وہ تیرا ہی کلمہ پڑھائے ہوئے ہیں
جو کھوئے ہوئی ہیں وہ پا ہوئے ہیں
جو بار محبت اوٹھائے ہوئے ہیں
یہ سب گل بھی کر کھلائے ہوئے ہیں
رسول خدا کو وہ پائے ہوئے ہیں

جو اپنے صنم میں سمائے ہوئی ہیں
جو اس شمع سے لو لگائی ہوئے ہیں
جو نظر و نمین اپنی سائی ہوئے ہیں
جو گل ہو گئی ممتاز کل امتوں پر
وہی زندہ ہیں جو کہ تجھ پر مرے ہیں
وہ پیش خدا ہونگے ایدل سبکدوش
یہ نیزنگیان ہیں جو باغ جہان میں
جو قربان ہیں اپنے مرشد کے اوپر

جو کشتہ ہیں ابروئے احمد کے قربان
مزا زندگی کا وہ پائے ہوئے ہیں

رحمت کے پر تھاری طلب گار آئے ہیں
بارگراں سے ہم جو گراں بار آئے ہیں
سیری مدد کو سید ابراہیم آئے ہیں
جب سیر کو وہ جانب گلزار آئے ہیں
جینے سے تنگ سحر کے بیمار آئے ہیں
کیا کیا ہمارے دل کے خریدار آئے ہیں
بہر عیادت دل بیمار آئے ہیں
کیون آپ بنگے دل کے خریدار آئے ہیں

ہر چند پر گناہ و خطا وار آئے ہیں
امید ہے جناب رسالت آب سے
بہکا جو میں سوال نکیرین میں ذرا
کیا کیا گلون کے رنگ چین میں ہوا ہو
جلد اتھو اسے سیح پلا شربت وصال
اندوہ یاس حسرت واریان و درد غم
کیا دلین آگئی کہ جو مدت کے بعد آپ
سودا تو کچھ نہیں ہے جو میں بیچ دوں اسے

قربان تم بھی اپنا جھکا دو سر نیاز
کس ناز سے وہ کھینچ کے تلوار آئے ہیں

واجب الرحم ہوں اور قابلِ مدد ہوں نہیں
حسنِ خوبی میں راحت میں پر زار ہوں نہیں
اپنی پیشانی پہ کھینچے ہوئے آزاد ہوں نہیں
سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک قید سے آزاد ہوں نہیں
سر کی طرح سے اس باغ میں آزاد ہوں نہیں
خاک کی طرح تیرے کو بیچ میں برباد ہوں نہیں
کبھی واقع کبھی محنون کبھی فریاد ہوں نہیں
وہ بھی غمگین ہو مری طرح شہاد ہوں نہیں

گشتہ ناز ترا دوستم ایجاد ہوں میں
آئینہ دیکھ کے وہ ابتویہ فرماتے ہیں
حسن میں اُس سے خوبی کے الف اللہ کا
وام گیسو میں تیری جب سے پھنسا دل اپنا
نہ رہا طوق بگردن کبھی قمری کی طرح
رحم کر رحم کہ اب اے ل کی ریشانی سے
وحشتِ دل نے نہ رکھا کبھی ایک حالت پر
خوب ہوا سکی طبیعت جو کسی پر آجائے

آگے اُس شوخ کے کچھ بھی نہ چلی اے قربان
بس اسی بات پہ کہتے ہو کہ اُستاد ہوں نہیں

عُنفائی طرح نام ہے باقی نشان نہیں
دوشِ صبا پہ میرا جنازہ گراں نہیں
ہے کاروان مگر جس کا روان نہیں
کس نے ابھی میں نام خدا وہ جوان نہیں
اے چرخِ ابتو طاقت ضبطِ فغان نہیں
کچھ تو سوالِ صلیب کر نہ سہاں نہیں
ہو جہ ہر یار میں یہ ہچکیاں نہیں
آجائیں وہ تو کچھ بھی خلش در میان نہیں

دارائین سکندر و نوشیروان نہیں
باغِ جہان سے جاتا ہوں مانند بوئے گل
راہِ عدم کو سیکڑوں جاتے ہیں پر خموش
واقف نہیں ہیں دردِ دلِ نا صبور سے
بے اختیار آہ نکلتی ہے بے سنبھلی
مانا کہ گواہ نہیں یاں ہی سہی
مرقد نے مجھ کو یاد کیا یا کہ موت نے
جب تک نہیں وہ پاس تو کھٹکے ہیں سیکڑوں

یاران رفتگان سے ہوا کیا معاملہ
دُور کی زندگی بھی بہت ہی جو یار ہو
چھایا ہوا جو عالم بالا پہ ہے غبار
ایک روز وقت پا کے کیا مینے یہ سوال
پہلے تو چپکے ہو رہے پھر سوچ سوچ کر

کھلتا کسی طرح سے یہ راز نہاں نہیں
بے یار لطف زندگی جاوداں نہیں
یہ آہ کا دھواں ہی میری آسمان نہیں
کیا ہو گی مجھ سے بات کی میری جان نہیں
تیور چڑھا کے کہو لگے ہاں جی ان نہیں

قربان دل کا حال میرے کچھ نہ پوچھیے
میں کیا بتاؤں تم کو کہاں ہو کہاں نہیں

صفائی ہے جو تیرے رخ میں وہ قمر میں نہیں
ہوا وہ زندہ جاوید جسکو قتل کیا
سمجھتے کاسہ واثر وں ہیں تاج شاہی کو
فروتنی تجھے لازم ہے تو ہے سب فتن
تمہارے لب سے ہے لعل سخن کو کیا نسبت
ہر ایک شخص ہے اسید وار ٹھوکر کا
مریض عشق کو ممکن نہیں شفا ہو جا کے
شال آئینہ دل صاف اس سے ہوتا ہے
درون میں زاہد و کیا آتش جہنم سے
قمر کے واسطے زیبا ہے جا بجا پھرنا
شب وصال میں بگڑو نہ اپنے عاشق سے
نثار کیا کروں تجھ پر میں اسے تصور یار
وہ آج یار جو پیش نظر نہیں قربان

یہ ناز و غمزہ نزاکت کسی لشر میں نہیں
اجی مسیح ہے یہ نیچے کمر میں نہیں
کسی کا مال فقیر ونگی یاں نظر میں نہیں
کہ سرکشی تو کسی سخیل بارور میں نہیں
چمک جو تیرے دندان میں وہ گہر میں نہیں
وہ کون ہے جو پڑا تیری رگدڑ میں نہیں
مرض یہ آئینا تشخیص چارہ گر میں نہیں
یہ کبر و کینہ تو اے زاہد و خرمین نہیں
جو سوز ہے میری سیلے میں وہ متوہن نہیں
وہ رشک ہے بجا ہے جو اپنے گھر میں نہیں
مزا جو پیار و محبت میں ہو وہ شر میں نہیں
ہوں مفعول کوئی آنسو بھی چشم تر میں نہیں
سرور دل میں نہیں روشنی نظر میں نہیں

جواپنے درد کی تکو دوا سمجھتے ہیں
 طرح طرح کے دکھاتے ہیں عشوہ و انداز
 ہزار طرح سے سمجھائیں حضرت ناصح
 وہ کیوں نہ حال پریشان یہ رحم فرمائیں
 تمھارے آنے سے روشن ہو خانہ تاریک
 اڑائی کوچہ جانان سے خاک بھی میری
 وہ کون ہیں جو سمجھتے ہیں خانہ جاوید
 نہ شکوہ ہجر کا ہے اور نہ وصل کی خواہش

بھلا وہ کیسے سیما کو کیا سمجھتے ہیں
 جسے وہ کشتہ ناز واد سمجھتے ہیں
 جو مبتلائے بلا ہیں وہ کیا سمجھتے ہیں
 کہ محکوم قیدی زلفِ دو تانے سمجھتے ہیں
 تمھاری چہرے کو بدالہ جانے سمجھتے ہیں
 تراقصورہ ہم امی صبا سمجھتے ہیں
 جو ہم سے پوچھو تو اسکو سرا سمجھتے ہیں
 غم و خوشی کو تو ہم ایک سا سمجھتے ہیں

تو اُسے سوزشِ دل کا بیان نہ کرو مان
 وہ عاشقوں کا جلا نا ادا سمجھتے ہیں

یرمی چشمِ نرگسی کا یا نبی بیمار ہوں
 دردِ فرقت میں شہا میں زلیست سے بیمار ہوں
 چہرہ انور سے اپنا اب اُلٹ دیکھ نقاب
 اپنے در پر اب بکلاتے مجھے یا شاہِ دین
 یہ فرمودہ جنابِ احمد مختار کا
 ہے زیارتِ روتے نورانی کی جو اسدم نصیب
 صدقہ شاہِ شہیدان کر توجہ کی نظر
 ہیں اسیرِ دامِ تیرے کیا عرب اور کیا عجم
 ابولس آنکھوں میں دم، اشتیاقِ دیدن
 یا رسولِ ہاشمی محشر میں رکھنا میری یاد

مست ہوں مدہوش ہوں خود ہوا ز بس رہوں
 کچھ دوا دیکھیے ایک عمر سے بیمار ہوں
 یا رسولِ دوسرا میں طالبِ یدار ہوں
 ہند میں گھبرا رہا ہوں زلیست سے بیمار ہوں
 جو علی کا یار ہے اسکا میں ہر دم یار ہوں
 خواب میں ہوں یا آلہی یا کہ میں بیدار ہوں
 صدمہ دردِ جدائی سے بہت لاچار ہوں
 عشق میں ڈوبے ہیں سب میں ہی کاشاں
 کئے رحمت کی نظر مجبور ہوں لاچار ہوں
 عاشقِ شیدا تمھارا یا شہِ ابرار ہوں

اے شہ دنیا و دین کدوں خدا کے سامنے
بنجھوی میں بھی خیال یار سے خالی نہیں

تجھ پہ جان و دل کشید ہوں میں تیرا رہوں
گو کہ دیوانہ ہوں پر طلب کی میں ہشیار ہوں

خوب کیا روزِ خراسی محکوا و قربان حسین
جان و دل سے میں غلام حیدر گرا رہوں

کچھ آج کل سے بتوں پر نہیں فدا ہو نہیں
کسی کی زلف مسلسل کا مبتلا ہو نہیں
میں کا رخا نہ حکمت میں ہوں عجب نسخہ
میں ہوں جو عالم نیرنگ میں تو امی ہدم
کل ہی بات ہر جو ساتھ بیٹھ کر بی تھی
ہمارا اشکِ ندامت یہ مجھے کتنا ہے
خدا کے فضل سے مہر علی نے چمکا یا

اسی مرض میں ہمیشہ کا مبتلا ہوں میں
بناؤ کون کہ بگڑی ہوئی ہوا ہو نہیں
کہیں شفا ہوں کہیں دردِ والدہ ہو نہیں
کہیں خزان ہوں کہیں کب جان فدا ہو نہیں
جناب شیخ تمھیں خوب جانتا ہو نہیں
کہ تیری ڈوبتی کشتی کا نا خدا ہو نہیں
مثال آئینے کے سینہ با صفا ہو نہیں

بزرگ ز گس حیران چمن آقربان
کسی کا راستہ حیرت سے تکا ہا ہو نہیں

کانوئیں پار ہوں ہر دم صداے جانان
یہ غیر دیکھنے سے وہاں سوا سے خالی
خواہشِ حور کی ہے نہ خلد کی تمنا
یاں سر کو ہو جھکانا وان ظلم کو بڑھانا
چاہے ہمیں بنا چاہے ہمیں بگاڑے
کوئین میں کسی سے محکوم نہیں تعلق
حُبِ نبی ہر جان میں مہر علی ہر دلمین

آنکھوں سے دیکھتا ہوں ہر جالقا و جانان
آنکھیں براہِ جانان دل ہے برا جانان
سرین بھری ہوئی ہر میر ہوا جانان
یہ ہو سزا عاشق وہ ہو سزا جانان
راضی ہیں ہم اسی میں جو ہر رضا جانان
ہو نہیں فدا جانان ہو نہیں فدا جانان
یہ دونوں جاگزین ہیں اب تو بجا جانان

توڑا ہر جب تعین ثابت ہوا یہ محکو
ہر کون دو جہانین قربان سوا جانان

غزل در معرشد پاک

سالک راہ حقیقت مالک ملک یقین
حضرت مہر علی غوث الورا فخر زمان
مولوی امجد علی بہن آپ کے نانا ولی
آستان بوسی کو رکھا جسے در پر تیرے سر
عاشق مہر علی محکو کہیں گے نصطفی
بان کوئی جلوہ دکھا و عاشق بدنام کو
جذب الفت لے دکھایا آخر اپنا یہ اثر
آخر فن بہترین سے پاک ہو سیرا کلام

آفتاب اولیا و نور چشم نور الدین
اولاد حسن المجتبیٰ اولاد حضرت محی الدین
میر عبد اللہ بغدادی کو جو بہن جانشین
آستان اسکا نوکیلو کر شہا چرخ برین
محکو جسد حشر میں پونچھیکار غلمین
دور و وقت سحر پتلا دل ٹھہرا کہیں
جس طرف کو دیکھتا ہوں تو ہی تو بابائین
رکھ سکے کیونکر قدم اسجا گاہ خروہ بہن

آیکو کھویا تو پایا سکوا می جان جان
چشم قربان کو ملا ہو رتبہ عین یقین

ہمیں بہت ہیں اور بہت پرستان ہمیں ہیں
ہمیں ہم تھے اول میں اک بحر ہر نگ
ہمارا ہی جلوہ ہے ہر جا نمایاں
ہماری ہی صورت ہے یہ شکل آدم
ہمیں کو ہے نہ بیاہ تشبیہ و تنزیہ
ہمیں تخم الفت ہیں شاخ و شجر ہیں

ہمیں بہت ممکن اور نہ وان ہمیں ہیں
نہے موج ہو کروہ انسان ہمیں ہیں
ہمیں شہر ہیں اور بیا بان ہمیں ہیں
گدا ہیں ہمیں اور سلطان ہمیں ہیں
ہمیں قید ہیں اور عریان ہمیں ہیں
ہمیں برگ گل ہیں گلستان ہمیں ہیں

ہمیں نے کہا جسے ہو سخن و اقرب ہمیں ہم میں ظاہر ہیں نہان ہمیں ہیں

ہمیں نے کہا تھا الست ازل میں
بلی کنے والے بھی قربان ہمیں ہیں

چمن میں شور تھا ہر سو حضور آتے ہیں عالم میں
بچھائی چاندنی سونے کی خورشید منور نے
یہ منظرِ اکہی ہے کہ اب کافر ہو ظلمت
یہ فحش ہو کھلی جاتی ہیں ناچھین آج گُل کی

حبیب حضرت رب غفور آتے ہیں عالم میں
مبارک ہو شہنشاہ غیور آتے ہیں عالم میں
رسول حق لیو قندیل نورانی ہیں عالم میں
مسرت کیون نہ ہو وجہ سرور آتی ہیں عالم میں

جناب موسیٰ عمران کو پھر غش آئیکا قربان
بنی چکانیکو پھر برق طور آتے ہیں عالم میں

رباعی

آج یہ نور جو بید ہے خدا کے گھر میں
درِ مسجد یہ ہو قربان جو ملائک کا ہجوم

بزم میلاد محمد ہے خدا کے گھر میں
آج کس شخص کی آمد ہو خدا کو گھر میں

رویف و

مشتاق ہوں اپنا مجھے دیدار دکھا دو
شاما میری بیماری عصیان کو سٹا دو
ایک عمر سے پھرتا ہوں میں حیران و پریشان
کیا یوں ہی تڑپتا رہوں میں ہجر میں شاما

نمٹا دو عالم میری بگڑی کو بنا دو
کچھ ایسی شفا خانہ حکمت سے دوا دو
لشدر رخ و زلف سیہ اپنی دکھا دو
کس جا پہ نہان ہو وہ پتا مجھ کو بتا دو

اب ہند میں بزار ہوں جینے سے خدایا
دارو ہو میری درد کی دیدار محسوس
ہو عرض میری آپ سواے ساقے کوثر

مر جائے کا طیبہ میں مجھے مژدہ سنا دو
عیسیٰ کو عزیز و مری بالین سٹا دو
قربان کو جامِ مے توحید پلا دو

رسول انس و جان پیدا ہو کر تعظیم کو اٹھو
وسیلہ مغفرت کا اب گنہگار و نکو ہاتھ آیا
فرشتوں نے سنا مُردہ جو حضرت کے تولد کا
وہی محبوب حق پیدا ہوئے جنکے لیے حق نے
ہوئے پیدا شہ کو نین کیا خاموش بیٹھے ہو

شہ کو ن و مکان پیدا ہوئے تعظیم کو اٹھو
شفیع عاصیان پیدا ہوئے تعظیم کو اٹھو
ہوا حکم خدا اُنکو کہ بان تعظیم کو اٹھو
کیے پیدا زمین و آسمان تعظیم کو اٹھو
درود اس دم کرو در زبان تعظیم کو اٹھو

ہماری جان ہر قربان حضرت کے تولد پر
عجب آرام جان پیدا ہوئے تعظیم کو اٹھو

مین اہل دل ہوں داغِ جگر سے جدا نہو
ای جان وہ برگزیدہ ہی تو کائنات مین
کیون آج خود بخود ہے اجابت کا در کھلا
ہے واسطہ جناب رسالت مآب کا
حیران ہوں مین خدا کو وہ کیا منہ دکھایا
مدت سے ہے یہ دل مین تمنا بھری ہوئی
بس سوئے گورِ غریبان نہ آئے
ہر مالہ را نگان ہے ہر ایک آہ بے اثر

یارب وہ درودے کہین جسکی دوا نہو
ایسا بھی کوئی ہے کہ جو تجھ پر دانا نہو
شاید در قبول پہ پونچے دعا نہو
کس طرح مستجاب ہمارے دعا نہو
جس دلمین کچھ بھی عشق حبیبِ خدا نہو
مین ہوں وہ دلربا ہو کوئی دوسرا نہو
مکھو یہ خوف ہی کہ قیامت بپا نہو
بگڑی ہوئی کسی کی بھی ایسی ہوا نہو

قربان کو خوف کیا ہے جو استاد ہیں رہا
مکن نہیں کہ اُنکے سخن مین مرا نہو

حسینانِ جہان مین تم ہی شکِ کامل ہو
بھلا شامستہ ہو اسکی جو کہ ان کا لون پہاں ہو
کسی کا بھی نہ میرا سا جہان مین یا خدا دل ہو

نیکو نکر عارضِ تابان سحر ہرہ داغِ بر دل ہو
تمہارے گیسوے شکین کسی کو چھینے دیتے ہیں
بتوں کی سختیاں سہا ہی پھر دم اُنکا بھرتا ہے

ہوا بڑا بر ہے مے ہی چین ہو لیکن امر ساقی
سوال بوسہ پر ابرو چڑھاتے ہو یہ کیا معنی
گر قمار خیم کیسے سے فرمانے لگے ہنسکر

اگر پہلو میں وہ آئین تو لطف نیست حاصل ہو
سوال اُسکا نہ رو کیجے جو اگر کوئی سائل ہو
ہمین کیا آپ سو گر کوئی پابند سلاسل ہو

زہر طالع ہوا قربان جو کشتہ اُنکی ہاتھوں سے
یہ قسمت اُسکی ہو جو کشتہ شمشیر قاتل ہو

اگر کو بانہ ہو تم اپنی کسکر چلو سفر کو چلو سفر کو
جہان بسی ہو وہ یار جانی وہاں کجا کی دہلیں ٹھانی
خیال طائر ہو چٹا کب ہو جہان وہ رہتا بصد طرب ہے
گیا ہو جب خبر نہ پائی لبو پر اپنی ہو جان آئی
ہوا ہو یہ دل کمال محزون پھر وہیں بنال جنوں
ہوا ہو دل غمسی پارہ پارہ ہوا نہ اتک وہاں گذرا

اٹھاؤ توشہ تم اپنا ہنسکر چلو سفر کو چلو سفر کو
ہر تلخ اپنی یہ زندگانی چلو سفر کو چلو سفر کو
دل اپنا بتو یہ مضطرب چلو سفر کو چلو سفر کو
ستا ہو یہ غم جدائی چلو سفر کو چلو سفر کو
دل اپنا کھا کھا کو اب ہوا خون چلو سفر کو چلو سفر کو
گیا ہو سینے سے دل ہمارا چلو سفر کو چلو سفر کو

نہیں ہے اب لطف زندگی کا نہیں ہے رہنوی جا یہ دنیا
نہیں ہے قربان کچھ بھروسا چلو سفر کو چلو سفر کو

دل سے ہے احمد مختار کی اکفت محکو
خون دل پیئے میں ملتی ہو حلاوت محکو
آبر و پائی جو میں شرم گنہ سے رویا
بوسہ ڈائے لب شیریں کا مزا کیا کیے
آتش عشق ملاست سے سوا ہوتی ہے
تجھ کو دعویٰ ہے عبت زہد یہ اپنے زاہد
میں نہیں آپ سے بتخانہ میں آتا بخدا

ہے یقین مرتے ہی ملجا سگی جنت محکو
ساقیا آئے کہاں میں وہ لذت محکو
وہ شہوار ہوئے اشک ندامت محکو
شربت و قند کی ملتی ہے حلاوت محکو
خود وہ نادان ہیں جو کرتے ہیں ملا محکو
ہوں گنہگار ہے امید شفاعت محکو
امی بتو کھینچ کے لائی ہے محبت محکو

کیا ہی صورت نظر آئی ہے کہ اللہ اللہ

اُن کا برقع جو اٹھا ہو گئی حیرت مجکو

و غدر روز جزا کا نہیں کچھ اور قربان
اپنے مولا سے ہر اسید شفاعت مجکو

اے واقف سر خدا صل علی بروح تو
واللیل ہر زلف و دوا و الفجر ہے چہرہ تیرا
اب جام اُلفت کر عطا بہر شہید کر بلا
میرا جنیب پاک ہو جو باعث لولاک ہے
مجکو خدا سے بخشوا بگڑی میری للہ بنا
لب پر میری یہ ذکر ہے ولین بسی یہ فکر ہے

شمس الدجی بدر الدجی صل علی بروح تو
تجھ میں عیان شان خدا صل بروح تو
اے ساقی روز جزا صل علی بروح تو
تجکو یہ کتاب خدا صل علی بروح تو
اے شافع روز جزا صل علی بروح تو
صل علی صل علی صل علی بروح تو

جب تک ہر دم میں دم میرا قربان کی ہر دم صدا
اے باعث ارض و سما صل علی بروح تو

ہر یہ حیات جب تلمک ہو کوشہ نام دو
دور و دور کا کرین چیکے نہ بیٹھیں بزم میں
زلف و رخ حضور کا جسٹے کہ دیکھا یہ کسا
ایک قرآن زبان حق دوسری لغت مصطفیٰ
ساقی سلسبیل سے حشر کے دن کہوں گا میں
آل و قرآن میں بگیاں چھوڑ کے خلق میں چلا

دین دوا و رقیین دوا اپنی دلا کا جام دو
پڑھتا ہوں لغت مصطفیٰ اسکو یہ ہی پیام دو
قدرت حق سوا یکجا جمع ہیں صبح و شام دو
درو زبان رکھ انھیں ہیں ہی بس کلام دو
صدقہ حسن حسین کا دیجیے مجکو جام دو
وقت دوا ع زبان پہ تھری آپ کے یہ کلام دو

قربان ہر آنکا غلام کتاب یہ ہی صبح و شام
بہر خدا دکھا وہ رخ رشک بہ تمام دو

رویت ۵

انھیں لبریں کمال ہر بلع الے بکمال
وہ ہر ایک نیک خصال ہر سنت جمیع خصال

قطہ

سہ چار وہ وہ جمال ہر کشف الدجی بکمال
یہ ہر ایک لب پہ مقال ہر صلو علیہ وآلہ

ہے روشن عرش تجلاے مدینہ
جب سے کہ میر و سرین سودا مدینہ
سمجھوں اُسے کعبہ جو نظر آئے مدینہ
اللہ کے محبوب کر رہنے کی یہ جا ہے
ہو سرمہ چشم کہ وہ خاک و مان کی
مجنون کی طرح چاک گریبان ابھی کروں
کشکول گدا کو در مقصود سے بھر دے
سوتی ہوئی قسمت میری بیدار ہو یا
کتاب ہوا لبیک بعد شوق روان ہوں
دلین ہی حسرت ہو کہ ایک روز خوشی سے

ہے فخر خضر باو یہ پیائے مدینہ
ہر وقت لبون پر ہی پائیے مدینہ
جنت سے سوا ہونے صحراے مدینہ
کیونکر نہ بھلا عرش سے ٹھیک مدینہ
نور دل عارف ہر تجلاے مدینہ
و کھلائے جمال اپنا جو لیلایے مدینہ
کب سے مجھے یارب ہر تمناے مدینہ
گر خواب میں بھی مجھ کو نظر آئے مدینہ
کھینچے جو مجھے ہندو مولاے مدینہ
سب لوگ کہیں مجھ کو یہ دیکھ آئے مدینہ

رویت

قربان میں اس شہر پہ کیونکر نہ فدا ہوں

حرفی

ہین جن و ملک تاحیہ فرمایاے مدینہ

سر کے بل حاضر ہوا سجا محفل سیلا دے
یان گنہ لیکر جو آیا لیکیا یان سے ثواب
ہوتے ہین حاضر وہ سب سننے کو نعت مصطفیٰ
چپ ہو کیا بیٹھے ہوئے ام و نیدار و نیرم
نور ہے فرش زمین سے لیکے تا عرش برین
ہے ہر ایک سو فرش اسجا پر پر جبریل کا

نور ہے ہر سمت پھیلا محفل سیلا دے
محررین خیر برایا محفل سیلا دے
قدسیوں میں ہو یہ چرا محفل سیلا دے
چاہی صلوٰۃ پڑھنا محفل سیلا دے
ہین ملک محو تاشا محفل سیلا دے
نور کی محفل ہو یا محفل سیلا دے

آپ کا بتو دل و جان سے قربانِ محزون
یا نبی کچھ مدد آ محفل میلاد ہے

تدبیر کچھ تو کیجئے دلِ زار کے لیے
پہونچیکا اسکو سنگِ حوادث سے کیا گزند
جنت میں بھی رہیگا یہی اضطرابِ دل
آرام جا کے ثرب و بطحا میں پاؤں گا
عشقِ رسول نے مجھے مدہوش کر دیا
اے چشمِ زار اسکو نہ رو رو کے یوں بہا
تقدیر نے میری میرے جھک کر لیے قدم

ہوں بیقرار آپ کے دیدار کے لیے
یہ سر ہے آستانہٴ دلدار کے لیے
ٹپوں گاتیرے سایہٴ دیوار کے لیے
دارالشفاء ہو وہ دلِ بیمار کے لیے
ساتی شراب چاہیے ہو شیار کے لیے
یہ دل رکھا ہوئے فقط یار کے لیے
بوسے جوینے سنگِ یار کے لیے

قربان یہ سارا فیض جنابِ علی کا ہے
دل پس ہے ہین جو تیرے اشعار کے لیے

پڑھی جب نعت مینو مصطفیٰ کی
سنگھا دے مجکو بوزلفِ دوتا کی
جو آئے قبر میں میرے نکیرین
وسیلہ ہے بڑا حضرت کا ہمکو
مدینے میں خدا پہونچا کے مجکو
تمہارے در پہ مدت سے پڑا ہجو
خداوندِ مدینے میں مروں میں
تسا ہے بہت نفسِ لعین نے
وہ روشن چہرہ بڑ نور حضرت

ملک نے دی صدا صلِ علی کی
کبھی تو ہو غناست یہ صبا کی
پکارو نگا دو ما فی مصطفیٰ کی
ہمیں دہشت ہے کیا روزِ جزا کی
تمنا ہے تو یہ ہے مجھ گدا کی
خبر لو جلد اپنے مبتلا کی
دعا ہے بس یہی تیرے گدا کی
ہوا ہوں در پہ تیرے آکشا کی
کروں تو صیف کیا اسکی ضیا کی

خدا یا ہندین جینے سہون تنگ
 محمد سے جو الفت ہے خدا کو
 خدا یا میری امت بخش و بچو
 پلاوے اے بتو مجھ کو ایسی ساقی
 طیبو مجھ کو ہے مرض محبت
 پیون گا جام کوثر مرتضیٰ سے
 ہونین روشن ہو دمی کی بھی آنکھیں
 نہ لائی نگہت کیسو نہ لائی
 گرا ہون جلوہ احمد سے مدہوش
 مدینہ کس طرح جانے ندیگی
 کریگی کیا مرا نار جہنم
 دعا مانگی تیرے صدقہ سے جدم
 ہمارا نور سے سینہ ہے معمور
 تمنا ہے کروں جا کر زیارت

مجھے تربت دکھا شاہ ہدا کی
 خدا ہی جانتا ہے وہ خدا کی
 دعا کی جب بنی نے یہ دعا کی
 کہ بھولوں یاد میں روز جزا کی
 بھلا تا تیر ہووے کیا دوا کی
 ذرا آوے گھڑی روز جزا کی
 عجب تاثیر ہے یہ خاک پا کی
 خطا کی اے صبا تو نے خطا کی
 کوئی مٹی سنگھاوے نقش پا کی
 کہاں ہر تاب یہ اپنی قضا کی
 عنایت چاہیے آل عبا کی
 خدا نے وہ میری حاجت وا کی
 محبت دل میں ہے بدرا لجا کی
 صفا مر وہ کی کعبہ کی منا کی

کھلے گر عقدہ و شوار قربان
 ولایتین فاتحہ مشکلتا کی

کی مدنی ہاشمی و مطلبی سے
 نسبت ہو بھلا کیا حبشی کو جلی سے
 والشمش کی تشریح ہوئی روک بنی سے
 حیران ہونین ایشاہ تری بواجبی سے

امید شفاعت ہے رسول عربی سے
 کس طرح قلم سے ہو رخ پاک کی توصیف
 زلفون سے کھلے سورہ واللیل کے معنی
 گا ہے تو احد بن گیا اور گاہ تو احمد

خاطر ہے میری ہند میں رہنے سے پریشان
بلکہ مجھے شربت ویدار پلا دو
اے چارہ گر جان و جگر جلد خبر لے
جب آیا وریاک پہ تب سر کے بل آیا

یہ عرض کر و جا کے رسول عربی سے
جان آئی ہے ہونٹھون پہ مری تشنہ لبی سے
بتیاب ہوا جاتا ہوں در و قسلبی سے
جہر بل لئے رکھانہ قدم بے ادلی سے

کیا ہے ہو قربان صفت باغ مدینہ
لب بند ہو جاتے ہیں شیریں طہی سے

تیرے فراق میں اک عمر چھ سائی کی
تیرے صفات لکھیں جن واس کیا قدرت
شفیع روز قیامت لقب ہوا تیرا
بچا یا قبر کے اور حشر کے غذا ہوں سے
میں لاکھ جان سے کیونکر نہونگا اُس پہ تھا
تمہارے روضہ اقدس پہ اشہا ایک دن

شباب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی
خدا نے خود تیری قرآن میں بڑائی کی
بہا نہیں دھوم ہوئی تیری مصطفائی کی
کہاں کہاں تری جہت فرہنگائی کی
کہ جسکو غویان اللہ سے خدائی کی
پہونچ رہوں گا اگر بخت فرسائی کی

مرا دل کی ملکی ضرور اے قربان
محمد عربی نے جو رہنمائی کی

اے صبا پیل سوئے باغ مدینہ تو مجھے
محو نظارہ ہو نہیں ایک رشک شمع طور کا
دل نہیں قابو میں کیونکر چین پا جاندار
جبکہ صحرائے مدینہ کا خیال آتا ہے آہ
جوش و خروش میں جو آیا چشم احمد کا خیال
بدل و گل کا بہت دیکھا تماشا باغ میں

یا سنگھا دے گیسو و خیر الورا کی بونے
جلوہ ہو سنی نظر آتا ہے اب ہر سو مجھے
کوئی تو شاہ بتا دے صبر کا پہلو مجھے
ہر گلی کوچہ نظر آتا ہی شکل ہونے مجھے
آنکھیں دکھلانے لگا صحرائیں ہر آہو مجھے
پر نظر آئے رشک گلستان تو مجھے

کار خیر کر گئی محراب در دل پر میرے
 اُلفت خیر الورا میں ہو گیا ایسا نزار
 کس ہی قد کے تصور میں ہو آفریں نہ حال
 جب سو آنکھوں میں سمایا ہے تیرا نور جمال
 جب میں جانوں جذباتِ دل و دل اندوگین
 تھام لوں گاد و ڈر کر دامن تمہارا یا نبی
 مر گیا ہوں عشقِ روئے احمد مختار میں

طوف کعبہ میں جو یاد آیا خم ابرو مجھے
 مثل بوئے گل اُڑاتی ہو صبا ہر سو مجھے
 ذبح کرتی ہو گلستان میں تیری کو کو مجھے
 ہر طرف اب تو نظر آتا ہے تو ہی تو مجھے
 جلوہ احمد نظر آئے لگے ہر سو مجھے
 مل گیا محشر میں تھوڑا سا اگر قابو مجھے
 قبر میں آتی ہو گلہائے جنان کی بو مجھے

محو نظر رہوں قربان میں رسول اللہ کا
 کہ نہیں سکتا جو آتا ہے نظر ہر سو مجھے

ہمارا وہ نبی شاہِ جہان ہے
 ہمیں کیا خوف ہو روزِ جزا کا
 ہمارے واسطے ظہرِ برین ہے
 رسول اللہ کی لکھے جو مدحت
 سٹائی اپنی ہستی ہم نے جس پر
 عیان ہے ولیم میر جو روح احمد
 خیالِ چشمِ حضرت میں ہوں گریبان

کہ جس کا عرش اعلیٰ آستان ہے
 شفیعِ حشر ہم پر سرِ بان ہے
 محمد مالکِ باغِ جنان ہے
 قلم کو میری یہ طاقت کہاں ہے
 وہ ہی محبوب آنکھوں نہاں ہے
 بظاہر میری آنکھوں نہاں ہے
 میری آنکھوں کو ایک یاروں ہے

شہا قربان کو روضہ دکھا دو
 یہ شاق زیات نیم جان ہے

حور کیا چیز ہے اور ماہِ کارِ تبا کیا ہے
 ہم نہیں جانتے سیرِ لب و ریا کیا ہے

واہ واہ صلی علی یار کا جلو کیا ہے
 ایک دم حسن کی فرقتیں ہیں جس پر گریبان

تمسے جب ہونہ سکا درو محبت کا علاج
وصل میں بھی نہوا در جواب جانان
بلوہ لور سے بڑھکر کوئی جلوہ دیکھیا
جلوہ متقل میں عجب سیر تمھیں دکھلائیں
ایک عدو کیا کہ جہان کیوں نہو دشمن اپنا
ہو گئی ہے در جانان یہ رسائی جس کی

پھر بتاؤ تم ہی ایجان کہ عیسے کیا ہے
ایک آفت ہر میرے واسطے پروا کیا ہے
آج حیرت سے ہے کیوں حضرت موسیٰ کیلے ہے
رقص سبل کے سوا اور تماشا کیا ہے
یار ہے دوست کیسی مجھے پروا کیا ہے
روبرو اسکے بھلا عرض معلّا کیا ہے

حضرت عشق کا ہر جب سحر کر مایہ قربان
مسکن درو ہے اپنا دل شیدا کیا ہے

در مدح سرور اولیا سر و فرم صفا قطب عالم غوث اعظم خدیو ملک

لا تعین بندۂ قادر تجدد و تلون قدس سرہ

دکھا دو صورت زیبا محی الدین جیلانی
اٹھاؤں کب تلک یہ غم بجاؤ مجھ کو اے اکرم
سو اتیرے کمان جاؤں مل پنا کس سے بہلاؤں
حبیب کبریا ہو تم شہ ہر دوسرا ہو تم
مدد کرنے میری آؤ ترحم مجھ پر سراؤ
لبوں پر جان آئی ہر میری مولا دہائی ہے
کیا مشکل کشا خالق نے تیرے جدا مجد کو
ترپتا ہے دل پر غم تمھاری یاد میں ہر دم
مجھے تم سے جدائی ہو ابو نیر جان آئی ہے

ترپتا ہے دل شیدا محی الدین جیلانی
تمھیں ہو اب میری ہمد محی الدین جیلانی
شفیق ایسا کمان یاؤں محی الدین جیلانی
دلون کے مدعا ہو تم محی الدین جیلانی
خدا را شکل دکھلاؤ محی الدین جیلانی
وہ مشکل کشائی ہے محی الدین جیلانی
میں ہو بخون دل مقصد کو محی الدین جیلانی
صدا اٹھتی ہے یہ بیم محی الدین جیلانی
تمھاری ہی دہائی ہو محی الدین جیلانی

تپِ فرقت سے جلتا ہوں تمھیں سے عرض کرتا ہوں
میں اب دنیا سے چلتا ہوں محی الدین جیلانی

میری شکل ہو اب سان پر آئین دل کو سب رانا
یقربان آپ پر قربان محی الدین جیلانی

نہایت ہو نین اب مضطر محی الدین جیلانی
تیری دوری ستاتی ہو میری اب جان جاتی ہو
تپِ فرقت سے جلتا ہوں تمھیں سے عرض کرتا ہوں
یہ تنہائی قیامت کی یہ تاریکی اک آفت کی
پھنسا ہوں نفس شیطانیں بسیر ہوتی ہو عصیان
مٹا دو قبر کا دھڑکا دکھا دو صورتِ زیبا
مجھے اپنا دکھا دو ر محی الدین جیلانی
ترتیا ہوں میں یان کے بر محی الدین جیلانی
پلا دو وصل کا ساغر محی الدین جیلانی
دکھا دو اب رخ نور محی الدین جیلانی
خبر لو جلد اب آ کر محی الدین جیلانی
طفیل سبط پیغمبر محی الدین جیلانی

بتاؤ آپ کا قربان پھر کس کس حکیم حیران
تمھیں بکس کے ہو رہبر محی الدین جیلانی

تمھیں مشکلا کٹا ہوا محی الدین جیلانی
سخی ابنِ سخی ہو تم ولی ابنِ ولی ہو تم
مرضِ شامِ ہجران ہو اسیرِ لطفِ بیچان ہو
خیالِ عاشقِ شیدا نجامِ دل سے امی سولا
ہمارے سینہ و جان میں ہماری صوت و نشان
ہماری جان جاتی ہو تپِ فرقت ستاتی ہے
غریقِ بحرِ عصیان ہوں خطا و نشہ پشیمان ہوں
میری حاجت روا ہوا محی الدین جیلانی
خطا پوش گدا ہو تم محی الدین جیلانی
میرے دل کی دوا ہوا محی الدین جیلانی
قیامت جب بپا ہوا محی الدین جیلانی
تمھیں جلوہ نما ہوا محی الدین جیلانی
کرمِ ابو ذرا ہو یا محی الدین جیلانی
میری حق میں دعا ہوا محی الدین جیلانی

نہالِ آئینہ حیران تصور میں ہو یہ قربان
میرے دل کی ضیا ہو یا محی الدین جیلانی

تیری صورت ہو نورانی محی الدین جیلانی خدا کے آپ سایہ ہو بنی کو آپ بھامو ہو رسول دوسرا شام تمھاری خاص میں ناما میں پایا ہوں بہت شام لبونیرم برباب نہ دولت چاہی مجھ کو نہ جنت چاہیے مجھ کو تمھارے آستانہ کی تمھارے کفش خانہ کی بھروسا ہو بڑا تیرا ترا دامن ہے آپکا	لقب محبوب سبحانی محی الدین جیلانی علی کے آپ ہو جانی محی الدین جیلانی تمھیں تو ہو حسن ثانی محی الدین جیلانی پلا دو جام عرفا نے محی الدین جیلانی خدا دے تیری درانی محی الدین جیلانی ملک کرتے ہیں دریائی محی الدین جیلانی تو کر میری نگہبانی محی الدین جیلانی
---	--

فدا کرتا ہو تمہرے جان بھتا ہو یہی قربان
نہیں کوئی تیرا ثانی محی الدین جیلانی

یا محی الدین محمد مصطفیٰ کے واسطے حل یہ مشکل ہو میری مشکلا کشا کیواسطے بادۂ اسرار حق اب تو پلا دستِ محضر نفسِ تارہ کے ہاتھوں ہوں گرفتار بلا نشہ عرفان سے عالم ہو گیا ہو کامیاب یہ مریض دردِ عصیان ہو کے مجبور و خرن دم لبون پر آگیا ہو زندگی کے ہاتھ سے تیرگی یہ دور کردی قلب سے میرے شہا	جلوہ فرما ہو جسے اپنی ضیا کیواسطے لو خبر جلدی میری دستِ خدا کیواسطے اے میرے مولا شہید کر بلا کیواسطے لو خبر جلدی میری شامِ خدا کیواسطے گرتا مل ہو تو ہو بس اس گدا کیواسطے آپڑا ہو در پہ تیرے اب دوا کیواسطے اب دکھا تربت مجھ اپنی خدا کیواسطے صاحبِ الشمس غوروا الضحا کیواسطے
--	--

ایک مدت سے ہے قربانِ جہنم کی ہاتھوں تنگ
دشگیری اب تو ہو دستِ خدا کے واسطے

مرجا طالعِ خفتہ کے جگانیو اے	اپنی صورت میری صورت میں دکھائیو اے
------------------------------	------------------------------------

مست جلا آتش دوری مجھے دنیا میں
پھونکے ڈالے ہر مجھے آتش لفت شاہ
میٹ گھر آپ پہ جو جو تھے حسینان جہان
گر یہی ہے کشش دل تو پس مروں بھی

حشر کو آتش دوزخ سے بچا نیوالے
لے خبر جلد میری آگ بجھا نیوالے
ناز و انداز و لطافت دکھا نیوالے
آئین گئے قبرین دیدار دکھا نیوالے

مضطرب کیوں ہو میری کیلیے قربان
ایک دن آپ بلا لینگے بلا نیوالے

میرے درد کو کوئی کیا جانتا ہے
ترپتا ہوں میں جسکی فتنہ یارب
نہیں جان تک پہنچو جس سے غریزہ
گلی میں تیری جسے رسوا ہو کر ہیں
میرا ماہ پہنان ہو نظر و نسے میری
ترے عشق میں جان کھو دینا اگر

جو گذرے ہو دلیر خدا جانتا ہے
کوئی اُسکا قصہ سنا جانتا ہے
وہ ظالم ہمیں بیوفا جانتا ہے
ہمیں ایک عالم بُرا جانتا ہے
ارے کوئی اُسکا پتا جانتا ہے
یہ سچ کہتے ہیں ہم خدا جانتا ہے

وہ ڈرتا نہیں آہ سوزان سحر قربان
میرے درد دل کو گھٹا جانتا ہے

پیارے سو جام وحدت تو یہ طرفہ سیر پائی
وہی ایک نیستی ہو جو کہ بہت ہو کر آئی
یہ کثر صفائی سب اُس ایک ذات کو ہیں
کہیں جلوہ جمالی کہیں پر تو جلالی
کسے وصل کسکی فرقت، وہ ہی ایک ہی حقیقت
جو نہیں ہو وہ فنا ہو فنا ہے وہ بقا ہو

نہ نظیر میں غیر آئی پھر شانِ ماسوائی
نہ قدیم ہو نہ حادث نہ خدا ہے نے خدائی
نہ بہشت ہو نہ دوزخ نہ بدی ہو نہ بھلائی
کہیں وہ جمالِ خوبان کہیں ناز و کج ادائی
نہ ہو قرب اور نہ دوری نہ وصال نہ جدائی
نہ ریا نہ کبر پائی نہ خودی نہ خود نمائی

فدا شاہ مہر علی کے یہ فیض اُنھیں کا قربان
نہ جہان قید رستی نہ ہے خواہش رہائی

دکھایا جلوہ رخِ محو خواب کر کے مجھے
ستارہ اے فلکِ پیر ہم غریبوں کو
وہ آئے غیر کے ہمراہ میری تربت پر
خدا کا شکر کہ خالق نے خلق و دنیا میں
بنایا عشق نے اکسیر معرفتِ محب کو
سوال بوسہ جو کل شب کو مینو اُن سے کیا
بُرا ہوا اس دل بیتیاب کی بُرائی کا
وہا یہ اُس بُت پر فن کی دیکھئے شوخی

بنایا دید کا طالب حجاب کر کے مجھے
ملیکا کیا تجھے ظالم خراب کر کے مجھے
ثواب بخشا اُنھوں نے عذاب کر کے مجھے
کیا غلام رسالت آب کر کے مجھے
غبارِ خاکِ دربو تراب کر کے مجھے
اُٹھایا بزم سے اپنی عتاب کر کے مجھے
ڈبو یا مائلِ عہد شباب کر کے مجھے
جو دی شراب بھی تو دل کہا کر کے مجھے

یہ آرزو ہر مدینہ کے لوگ و قربان
پکارین عاشق احمد خطاب کر کے مجھے

ہر پسِ مرگ تر و غم میں یہ حالت میری
ایک خلقت میرے دروازہ پر آئیگی نظر
غوطہ فکر میں لاکھوں دُرِ مضمون پائے
نہ تو ہوتی ہے سحر ہی نہ وہ ہی آتے ہیں
کر دیا پردہ سے بے پردہ تیرے مجنوں نے

روئے اہلِ عدم دیکھ کے صورتِ میری
کہ گئی مجھ پہ کسی دن جو حقیقت میری
بجز بحرِ معانی ہے طبیعتِ میری
بڑھ گئی حشر کے دن شبِ فرقت میری
یہی پردہ نشین و کھلی ہمت میری

کیون نہ مقبولِ خداوند جہان ہو قربان
خجر لاسے ہے ہر بار شہادتِ میری

لاکھ وہ پیر بھی ہوں سیدھی میری تقدیر ہے

خود چلے آئین کے جذبِ دلِ دلگیر ہے

ہاتھ قاتل تر کے بند نہ شمشیر رہے
 یان یہ جی چاہتا ہے کھینچے نالہ ہر دم
 روبرو غیر کے کچھ آپ نہ فرمائیے گا
 تیری کیا اصل ہو احوال چرخ یہ امر رہے
 بی طرح پانوں نکالے ہیں میری وحشت نے
 بخت جب تک ہو جوان کچھ نہیں کر سکتا ہے
 روئے روشن سونقا آپ اُٹتے تو سہی
 صفت قادر مطلق سے نہیں بس چلتا
 اس طرح دیکھو خط پھاڑ نہ ڈالین قاصد
 سنہ کی کھائی نہ میری اور زبان کھلو او
 تیرے سودا کی کا اُس وقت ٹھکانا ہو مزاج
 رہنے دھوکے سے کر دی ہو تمھاری دستا
 وعدہ وصل کی ہو جس سے صداقت ہو کو
 چارہ گر کیسا کیا تو نے یہ وحشت کا علاج
 آئینہ دیکھ کے کچھ ایسے ہوئے وہ خاموش
 مدعی شیخ ہو اپنا تو برہمن دشمن

آج تو غن کا چھڑکاؤ کئی تیر رہے
 وان یہ منظور کوئی صورت تصویر رہے
 ہم مرے بیٹھے ہیں اسبات پہ تیر رہے
 نوجوان خاک میں مٹی رہیں تو پیر رہے
 قیس سج جان خدا ہو تیری جاگیر رہے
 فکر میں رہتا ہو گریہ فلک پیر رہے
 ہمنے جانا جو مہر میں تنویر رہے
 ورنہ اس آہ سو قایم فلک پیر رہے
 وہ پڑھیں یا نہ پڑھیں وقعت تحریر رہے
 غیر بھی بند ہوا خود دم تقریر رہے
 ہاتھ میں زلف رہی پاؤں میں زنجیر رہے
 بان معاف حضرت و اعظم میری تقصیر رہے
 پاس ایسی تو ہمارے کوئی تحریر رہے
 ایک ہی جھٹکا اگر دون تو یہ زنجیر رہے
 پروں سکتے ہیں کھڑی صورت تصویر رہے
 سخت مشکل ہو کہ صحر جا کر یہ دلگیر رہے

دیکھو کرتا ہو کیا کام تصویر قربان
 چند روزوں یوں ہی گر عالم تصویر ہے

جودل سے فدا ہے شہ لا مکان ہے
 کیا مجھ کو اُلفت نے بیہوش ایسا

علی کا جگر ہے حسن کی وہ جان ہو
 نہ تن کی خبر ہے نہ پروا کی جان ہو

ہو سرور کوئی تیرا دیکھ جلوہ
 تیری کفش سے عرش نے پانی رخت
 کر سکا یہ افلاک کیا ظلم ہم پر
 شہارحم فرما کہ فرقت سے تیری
 دکھاتا تو ہی تاثیر و جذب اُلفت
 نہ نکلے کوئی بات جز نعت منہ سے
 عیان ہو میری دلیں جلوہ تمہارا
 پیاجب سے جامِ محبت کو ساقی
 گذر ہو صبا گر دینے میں تیرا
 ابھی ہند میں ہوا بھی پہونچ بٹھا
 سنی جب غزل میری روح الایقین نے

کوئی دردِ فرقت سے نالہ کنان ہے
 تیری فیض سے تازہ باغِ جنان ہے
 ہمارے دل سوختہ کا دھواں ہے
 طہیدہ بہت ابدل ناتوان ہے
 بتا دے ذرا شاہِ خواجہاں ہے
 اتنی یجب تک کہ چلتی زبان ہے
 بہ ظاہر میری آنکھ سے گر نہاں ہے
 نہیں باقی مجھ میں خود کاشان ہے
 تو کہو کہ بیمار اب نیمجان ہے
 کوئی برق ہو یا کہ روحِ روان ہے
 اکامِ حیا محسوس کیا زبان ہے

کروں مع کیا اُنکے گیسو کے قربان
 نہ میرا یہ منہ ہے نہ میری زبان ہے

تجھے اے چارہ گر سودا ہوا ہے
 قیامت خیز ہے رفتارِ جانان
 وہ بار آئے ہیں اپنی بحرِ وی سے
 لگی رہتی ہے یانِ ہر دمِ روارو
 تجسّس میں نہوں کیونکر میں غورم
 تمہاری زلفِ پچان کیا بلا ہے
 چلے آئیے وہ خود رحم کھا کر

مریضِ عشق بھی اچھا ہوا ہے
 کہ ایک عالم تہ و بالا ہوا ہے
 یہ بختِ نارسا سیدھا ہوا ہے
 چلا جاؤں گا جو آیا ہوا ہے
 میرا محبوب اب غنقا ہوا ہے
 پریرا دون کو بھی سودا ہوا ہے
 اثر گر میرے نالہ کا ہوا ہے

میرے مرنے کی سُنکر بولے صد شکر
نہیں ٹٹا وہ ہی ہوتا ہے بیشک
مجھے دیکھا تو بولے داہ کیا خوب
ڈبوائے گائے مجھے بھی کیا سببِ حُر
نہ ترساؤ دل و حشی کو ایتو

مریضِ عشق اب اچھا ہوا ہے
مقدر کا جو کچھ لکھا ہوا ہے
ہمارا چاہنؤ والا ہوا ہے
یہ گمراہ کیوں چھایا ہوا ہے
بہت مدت سے یہ ترسا ہوا ہے

نہیں بیوجہ قربانِ سرِ آہن
کسی پر دل تیرا آیا ہوا ہے

خدا یا عشق میں تیرے جو یہ جانِ حزن نکلے
چھپا کر مٹھ میری کوچے سگر و دناز نین نکلے
قیامت میں نہ تھا کوئی وسیلہ ہم غریبوں کا
کتا بونین لکھا ہر تین دن خوشبور ہی اسجا
جو ڈھونڈھیں نجیہ گریہیں وحشی کے تو ٹکڑے
ترپنے کا مزا آئے تنگ چھڑ کو اگر صاحب
مدنیو میں اکی خاتمہ بالآخر ہو میرا
سیحی کی قسم جو پھر تن بجان میں جان آئے
جو آیا گلشنِ دنیا میں بیشک اُسکو گردش ہے
مجھے کوئین کی دولت ملے کچھ شک نہیں اس میں

تو قربانِ حشر میں روتا ہوا کیوں شریکین نکلے
تو پھر قالبِ سوانہ کیوں نہ یہ جانِ حزن نکلے
شفاعت کیلئے مان ایک ختم المرسلین نکلے
کبھی جس استہ سے ہو کر ختم المرسلین نکلے
کسین دہن پڑا ہوا و کسین سواستین نکلے
لب ہر زخم سے اپنے صدایِ آفرین نکلے
قدم پر شاہِ بطحا کے میری جانِ حزن نکلے
اگر تربت کو میری روندنا وہ ناز نین نکلے
تیری چالوں کیونکر بچکے ایچرخ برین نکلے
کسی کے عشق میں میری جو یہ جانِ حزن نکلے

میں عاشقِ مہونِ رسول و جہان کا دلجو قربان
بوقتِ نزع یارب مٹھ سہ ختم المرسلین نکلے

گردن میں طوقِ بانو نہیں زنجیر دیکھ لی

ایجان مجھ اسیر کی توقیر و بھلی

یوں ہمنو اپنی اوج پہ تقدیر دیکھلی
 کس کس جگہ تلاش میں تیری ہم پھر
 آسان ہو سو سوال نکیرن سب مجھے
 دیکھا جو خواب میں وہی دیکھو نظر میں
 جب ہر مزادہ کہتے چلے آئین میری پاں
 بس دُور سے سلام ہو میرا جناب عشق
 مَرّت سے شوق تھا کہ رکھوں لمبنِ عکس یا
 پہلو میں میرے رہتے ہیں معشوق با وفا
 کیسے بلا کے چرخ میں دل پھنس گیا حضور
 سونا حرام ہو گیا بس نیند اُڑ گئی

حضرت کی یعنی خواب میں تصویر دیکھلی
 ہر ایک تیرے طنز کی تدبیر دیکھلی
 جب مصطفیٰ کی قبر میں تصویر دیکھلی
 ناصح ہمارے خواب کی تعبیر دیکھلی
 ہم نے تمہاری نالوں کی تاثیر دیکھلی
 ساری کراہت آپ کی یا پیر دیکھلی
 حیرت میں جب ہو جو وہ تصویر دیکھلی
 اچھے شیخ مجھ غیب کی توقیر دیکھلی
 جب تمہاری زلف گر لہر دیکھلی
 جب سو طلائی آپ کی زنجیر دیکھلی

عقل سلیم رکھتے تھے قربانِ نم مگر
 وحشت ہوئی جو یار کی تصویر دیکھلی

وصل کا آج جو یار ولسے نہ اقرار رہے
 سلسلہ زلفِ بتان کا نہ کیا دل سے کبھی
 رُخ گلگون پہ رہی بلبلِ شیدا مائل
 حضرت شیخ نے کی عمر و روزہ بر باد
 کر دیا تیرنگہ سے میرا سینہ غریب ال
 یان بھی ایچرخ کبھی عیش کا سامان ہو جا
 ہو رہا ہو جو تیرا دیر و حرم میں چرچا
 عرصہ روزِ قیامت میں اُسے کیا ڈر ہے

لطف جب ہو کہ قلیو نسو بھی انکا رہے
 عمر بھر دامِ مصیبت میں گرفتار رہے
 سر و گلزارِ فدا ہے قد و لدا رہے
 جان و می حورِ بہشت کی طلبگار رہے
 کیوں نہ احسان ترا مجھ پہ کما نثار رہے
 ہاتھ میں جام ہو پہلو میں میر یار رہے
 جمع کوچے میں تیری کافر و نیندار رہے
 جس پہ قربانِ کرم سید ابرار رہے

مشہور خلق ذکر جو شوق القمر کا ہے
 رو کی ہر دل پہ چوٹ تیرے تیرناز کی
 کیونکر کرے نہ خوار مجھے چشم خلق میں
 بندش میں نہ اسکی پڑین وقتین دلا
 سجد و قدسیان ہوا محبوب کبریا
 آئے تو انکے روئے نور کے سامنے

اوتے اسبا ایک معجزہ خیر البشر کا ہے
 ایجان یہ کلیجہ اسی بے جگر کا ہے
 دشمن ازل سے چرخ تو اہل نہر کا ہے
 باریک بال سے بھی تو مضمون کر کا ہے
 قدرت خدا کی ہے کہ یہ رتبہ بشر کا ہے
 شہرہ عبث جہانین نور قمر کا ہے

قصر بہشت دیجیے قربان کو شاہ دین
 یہ بھی تو ایک غلام تمھاری ہی در کا ہے

رباعی

ہو تمھیں نعت نبی دل سے سنا نیوالے
 آگئے بزم میں جو لوگ تھے آ نیوالے

پائین جنت میں جگہ تکو بلائے والے
 اب شروع کیجئے میلاد کا قصہ قربان

خمسہ منشی فضل حسین خان صاحب مخزون مرحوم بر غزل حکیم سیّد
 قربان حسین قادری اکبر آبادی متخلصہ قربان

ہوں مضطرب و مدہوش میں درد قلبی سے
 امید شفاعت ہے رسولِ عزلی سے

ہے عرض میری اُس شبہ عالی نسب سے
 کچھ شام نہیں شا میورومی جلی سے

کی مدنی ہاشمی و مطلبی سے

حیران ہوں لکھوں کیا شبہ لولاک کی توصیف
 کس طرح قلم سے ہو رخ پاک کی توصیف

کس منٹھ سے کروں مالکِ فلاک کی توصیف
 قرآن میں ہر صاحبِ ادراک کی توصیف

نسبت ہر بھلا کیا حبشی کو جلی سے

نکتے ہیں بہت روزی یوسف کی کہانی
آیا ہے یہ قرآن میں خالق کی زبانی

پایا نہ کوئی احمد بے سیم کا ثمانے
زلفون سے کھلے سورۃ واللیل کے معنی

والشمس کی تشریح ہوئی رومی سے

کھلتا نہیں کچھ حال میں حیران ہوں بید
اکثر میرے دل کو یہ لگی رہتی ہے اک کد

ہے ذات ترمی ذات خداوند محمدؐ
گا ہے تو احد بن گیا اور گاہ تو احمد

حیران ہوں میں ایشاہ تری بوجھی سے

افسوس نہیں حال کا اپنے کوئی پرسان
حسرت سے بکھجائی لگی اگر وز میری جان

اب زیست ہرگز نہ با ایک بھی سامان
خاطر ہی میری ہند میں رہی ہو سی پریشان

یہ عرض کرو جا کے رسول عربی سے

دنیا سے ہو عاشق کا سفر جلد خبر لے
بیمار کی تجھ پر ہے نظر جلد خبر لے

ہو خاتمہ بانجیر اگر جلد خبر لے
اے چارہ گر جان و جگر جلد خبر لے

بتیاب ہوا جاتا ہوں در و قلبی سے

فرقین ہر حال پر صورت تو دکھا دو
امی شافع محشر میری بگڑی کو بنا دو

داغ دل بیمار کو ایک سخت مٹا دو
لہو نہ مجھے شربت دیدار پلا دو

جان آئی ہے ہونٹوں پہ میری تشنہ لپی سے

اللہ نے وہ رتبہ دیا اور وہ پایا
ہاں روح الایمن تک کو بھی اعزاز یہ بھایا

مسجود ملائک در اقدس کو بنایا
جب آیا در پاک یہ وہ سر کے بل آیا

جبریل نے رکھا نہ قدم بے ادبی سے

مخزون بے تربت جوئے باغ مدینہ
گلزار ارم سے ہو فزون راغ مدینہ

باقی نہ رہے دلمین میرے داغ مدینہ
کیا ہم سے ہو قربان صفت باغ مدینہ

لب بند ہوئے جاتے ہیں شیریں طبعی سے

خمسہ حکیم سید قربان حسین قادری برسطلع حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ

وصف غیر و نکاح کیا کریگا قسم

محو وصف علی ہوا ہے قلم

ہے یہ پیدا سریر سے ہر دم

حیدریم قلندریم قسم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

قرین جب فرشتے ہووین ہم

اور من ربک کہین پیہم

تب کہوں اُنسے یہ خدا کی قسم

حیدریم قلندریم قسم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

کہین عصیان کہین اسید کرم

کہین قطرہ ہون اور کیجا یم

ہے برابر میرا وجود و عدم

حیدریم قلندریم قسم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

فخر آدم ہے جو شفیع ہستم

اسد حق ہے اُس کا ابن عم

کہوں لاکھوں میں میں خدا کی قسم

حیدریم قلندریم قسم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

حب و دنیا ہے میرے حق میں سم

حب حیدریم جو لوح دل پہ رقم

ہر بن موسیٰ ہے صدا پیہم

حیدریم قلندریم قسم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

شمع بتخانہ ہون چراغ حرم

بوتے گل ہون یہ ہے میرا عالم

مست ہو ہو کے کتا ہون ہر دم

حیدریم قلندریم قسم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

نظر آتا ہے اس میں سب عالم
حیدریم قلم درم مستم

دل ہے قربان اپنا جام جم
فکر دنیا مجھے نہ حشر کا غم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

چند اشعار بطرز مثنوی *

وہ میرا ساتے مہر وہ ہے کدھر
وہ میرا گل پیرہن ہے کون جا
جلوہ فرما ہو جو وہ رشکِ قمر
وہ کہاں ہو جسکا یہ جلوہ ہر سب
پھر کہاں ڈھونڈوں کہ چھین ہو نہاں
نخن اقرب آیا ہے قرآن میں
جامہ گل میں اُسی کا ہے ظہور
شمع کبریا میں توبت ہو دیر میں
ہے وہی مقصد وہی مقصود ہے
ہو وہی مطرب وہی نغمہ سرا
ہو وہی شیریں وہی فرما دے
ہو وہی مخلوق خالق ہے وہی
ظاہر انسان ہو قید و سرا
اک حکایت یاد آئی ہے مجھے

اے میرے قاصد و مادمِ خبر
بو شگھاوے اُسکی امی باوصیا
نور ہو وحدت کا ظاہر ہر سب
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں اُسکے روز و شب
اور نہاں بھی وہ جسے کیے عیاں
اُسکا جلوہ ہو عیاں ہر شان میں
عندلیبِ دل میں ہے اُسکا ہی نور
آپ کو ظاہر کیا ہر سیر میں
ہے وہی عابد وہی معبود ہے
ہے وہی سلطان وہی مرد گدا
ہو وہی قمری وہی شمشاد ہے
ہو وہی معشوق عاشق ہو وہی
باطن انسان ہو ذاتِ کبریا
گوشِ دل سے اسکو ہر طالبِ سننے

عشق لیلیٰ کا بڑھا مجنون کو جب
 کھینچ کر تصویر وہ صبح و سہا
 رفتہ رفتہ یہ ہوا حاصل مقام
 دیکھو فیض عشق سے کیا ہو گیا
 بس اسی عنوان مروان خدا
 پاس تیرے ہوا اگر وہ مثنوی
 اللہ اللہ گفتہ اللہ می شود
 پاک ہوں انفاس ذکر غیر سے
 چاہیے ہر دم کہ اصل کائنات
 رفتہ رفتہ ہوگی یہ حالت تمام
 تو بھی اک قطرہ اُسی دریا کا ہو
 تو جدا اُس سونہ وہ تجھے جدا
 ہو وہی کشتی وہی گرداب ہے
 جوش دریا ہو وہی طوفان وہی
 معرفت بے مرشد کامل کہاں

چل دیا صحرا کو وہ عاشق لقب
 صورت جانان میں ہوتا تھا فنا
 تھا انا لیلیٰ انا لیلیٰ کلام
 لیلیٰ کہتے کہتے لیلیٰ ہو گیا
 ذات باری سے نہیں اکدم جدا
 دیکھ کیا کہتے ہیں حضرت مغوی
 این سخن حق است باللہ میشود
 موے تن ہر ایک اُسکا نام لے
 ہو ترے پیش نظرائے خوش صفات
 تو نہوگا ہوگا اللہ والسلام
 تو بھی اک گل ہو اُسی گلزار سے
 موج و دریا ایک ہر لے یار ما
 ہو وہی دریا وہی خود آب ہو
 ہے شناور اُسکا میر بجان وہی
 ناو بے ملاح کیونکر ہو روان

در مدح مرشد کامل

مرشد کامل ہے ذات کبریا
 اسکی صحبت کم نہیں اکسیر سے
 فیض سے اُسکے اگر ہو بہرہ ور

اُسکا جلوہ ہے جمال اولیا
 اُسکو پیدا کر کسی تدبیر سے
 ہوا بھی تاجے تو اکدم میں نہر

ہو فنا فی الشیخ تجکو کر حصول
بعد برسخ شیخ کے تیرا مقام
جب فنا فی اللہ تک ہو گا گذر
کراطلاعت شیخ کی یوں لے لپہر

خار سے ہو جائے اکدم میں تو پھول
ذات احمد میں فنا ہے لا کلام
اک گدا سے ہو گا شاہ بحر و بر
جیسے کرتے تھے صحابی با خبر

مذمت اہل دنیا

ہاں مگر نا اہل کی صحبت سو بھاگ
فقر کے پردے میں جو دنیا کماے
شیخ حق آگاہ مولاناے روم
اے بسا ابلیس آدم رو بہست
ہے وہ مرشد وقت پر جو کام لے
ہو وہ مرشد شرع پر ہو مستقیم
ختم کر قربان بس اپنا کلام
طالبان حق رہیں خرم و دام

تا نہ تجکو کھینچ لے دوزخ کی آگ
بھول کر بھی پارسا لیسے کے بجائے
دیکھ کیا کہتے ہیں وہ بحر علوم
پس ہر دے سکتے نباید داد دست
ہو وہ مرشد جو برائی سے بچاؤ
ہو وہ مرشد جس میں ہو فیض عمیم
کرد عا خالق سو پاتا صبح و شام
از طفیل حضرت خیر الانام

شام شد

رسالہ کنز المعرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد یحییٰ اس ذات بیچون و بیچگون کو سراوار ہے کہ جس نے حقیقت انسان کو آئینہ نظر
ذات اور صفات جلال اور جمال اپنے کا بنایا اور یوں فرمایا **الْإِنْسَانُ سِرْمِي**
وَأَنَا سِرُّهُ اور صلوٰۃ نامہ و دو تحیات نامہ و بموجب حدیث یہ تدریس پیشگاہ وجود
فائض الجود و مقتداے جماعت انبیاء پیشوائے طائفہ اصفیا گوہر و رخ بطحا اختر برج
طہ یعنی حضرت رسالت پناہ شہنشاہ تختگاہ ولی مع اللہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ ذات با برکات اسکی مصدر جلال و جمال ہو **هَرَجَ الْحَكِيمُ يَلْتَقِيَانِ**
بَيْنَهُمَا كَوْزَجُ الْكَافِيغِيَانِ ۵

رباعی

میں نے وہ سنے کشاوا زہر خطاب
این است حقیقت محمد و ریاب

چون خواست احد جلوہ کثرت ز حجاب
احمد شد و کن گفت و عیان شد کثرت

اور درود اور سلام اور پر تمام صحابہ کرام کے خصوصاً صدیق اکبر محمد اور
 عمر فاروق ہمد محمد اور عثمان ذوالنورین رفیق محمد اور علی ابن ابی طالب
 برادر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واولادہ و ذریاتہ و ازواجہ اجمعین الی یوم الدین
 اما بعد فقیر حقیر قربان حسین قادری اکبر آبادی کہ ایک بندون درگاہ اور کینہ خاکروب
 بارگاہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولائی مرشد می حضرت حکیم سید مہر علی قادری
 اکبر آبادی قدس سرہ سے ہوا اپنے برادران طریقت سے ملتہم ہے کہ یہ
 رسالہ آپ صاحبون کے اصرار سے اپنے بر خوردار نور چشم راحت جان قرۃ العینین
 حکیم سید ابن حسین طویل عمرہ و قدرہ کی تعلیم کے واسطے لکھا ہے !

بیان توحید مطلق

اے عزیز مقصود کلی توحید مطلق ہے اور یہ بھید مقربان خدا کا خدا کے ساتھ
 بہت اچھا ہے اور مطلوب ان کا وہی ہے وھو الحق ذو القوۃ المتلین
 بیچ اس توحید کے سب کچھ ہے کوئی پشت نہیں اور سب حق ہے کوئی غیر
 نہیں وَجُوہٌ یَوْمَئِذٍ نَّاطِقٌ اِلٰی رَبِّہَا فَاظْہَرُکَ مَا یُعِزُّرُ حضرت حق سبحانہ
 تعالیٰ سب جگہ موجود ہے۔ اور سب حال ظاہر و باطن کا دیکھنے والا ہے
 عجب نقصان ہے کہ تو چشم دیدار اُس کے سوا اٹھا کر طرف دوسرے کے دیکھے
 اور راہ رضا مند می اُسکی چھوڑ کر راہ دوسری چلے سوائے ذات حق سبحانہ
 تعالیٰ کے معرض فنا اور زوال ہے حقیقت اُسکی معلوم ہے اور معدوم
 اور صورت اُسکی موجود ہے موبہوم کل کے دن نہ ہستی رکھتا تھا اور نہ طور
 اور آج ظاہر ہے بغیر ہستی کے اور ظاہر ہے کہ کیا اُس سے ظاہر ہوگا
 باگ عقیدہ کی آرزو کے ہاتھ میں کیا دیتا ہے اور تکیہ اعما و کا اس سخریات

فانی پر کیا رکھتا ہے دل سب سے جدا کر اور سب کو چھوڑا اور خدا ہی مل
وہ ہی ہے کہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ ہووے اُسکے چہرہ بقا کو کوئی کا نٹا
کسی حادثہ کا ضرر نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اُسکو کوئی ضرر ہے۔

غزل

پیا جب سی جام وحدت تو یہ طرفہ سیر پائی
وہی ایک نیستی ہے جو کہ بہت ہو آئی
یہ کرشمہ صفاتی سب اُس ایک فائز کے ہیں
کسے وصل کسکی وقت وہی ایک ہی حقیقت
جو نہیں ہے وہ فنا ہو جاتا ہے وہ بقا ہے
کسین جلوہ جالی کسین پر تو جلالی
فدا شاہ مہر علی کے یہ فیض انھیں کا قربان

نہ نظریں غیر آئی پھر شانِ ماسوائی
نہ قدیم ہی نہ حادث نہ خدا ہے نہ خدائی
نہ بہشت ہی نہ دوزخ نہ برہم ہی نہ بھلائی
نہ ہو قربا دور نہ دوری نہ صال نہ جدائی
نہ ریا نہ کبریا ئی نہ خودی نہ خود نمائی
کسین وہ جمالِ خوبان کسین ناز و کج ادائی
نہ خیالِ قیدِ ہستی نہ ہے خواہش رہائی

مراتب فنا و وصول حق کا بیان

اے عزیز جان تو فنا کے اعظم کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم فنا فی الافعال ہے
مرا و اُس سے یہ ہے کہ سالک اپنے اختیار سے علیحدہ ہو جائے اور چھوڑ
تمام عالم کے اختیار کو یعنی حسبِ حرکات اور سکناات اور افعال میرے اور
دوسروں کے ہیں یہ سب حق سبحانہ تعالیٰ کے ہیں اور سمجھے کہ جو افعال اور حرکات
پہلے سے ہیں کرتا تھا میں نہیں کرتا تھا بلکہ فاعل اُن کا مالک حقیقی تھا اور وہی
فاعل اب بھی ہے !

دوسری قسم فنا فی الصفات

یہ مراد ہے اُسکی ذات سے اسے عزیز جب تک اپنے صفات اور دوسروں کے صفات کو ساتھ حق کے نسبت نہ کرے گا حصول مراد کو ہرگز نہ پہونچے گا یعنی ہر صفت صفات اپنے اور دوسروں کی سے علیحدہ ہوگا کچھ حاصل ہوگا اور وہ صفات یہ ہیں علم اور ارادہ اور شئیّت اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام اے عزیز گرا اپنے مقصد کو چاہتا ہے تو ان صفتوں کو جو مرقومہ بالا ہیں اپنی نہ سمجھ اور نہ تیری یہ صفتیں ہیں بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی ہیں جب تو صفات حق کو صفات حق سمجھیکا مقصد تیرا بہت جلد حاصل ہوگا اور اگر تو ان صفتوں کو اپنی سمجھ کا پھر مقصد کجا مفت میں مشرک ٹھہرے گا اس ظائفہ عالیہ میں اگر شرک ہے تو یہ ہی ہے

تیسری قسم فنا فی الذات

اس سے مراد یہ ہے کہ اے عزیز جو پہلے اس سے جانتا تھا میں میں ہوں اور عالم عالم اور حق یہ ہو کہ آپکو اور تمام عالم کو حق دیکھ اور بلا شک حق ہے اور تصور کر کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے مرتبہ اطلاق سے نزول فرمایا اور ان صورتوں اور اشکال مختلفہ اور متنوعہ سے ظاہر ہوا ہے جیسا کہ حضرت قطب عالم مولانا جانا حضرت سید امجد علی تخلص بہ اصغر قادری کبر آبادی قدس اللہ سرہ العزیز نے یہ غزل فرمائی ہے !

غزل

جس حسن ازل پر وہ اسکا نہیں آیا	بیرنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا
اقل وہی آخر وہی اور ظاہر و باطن	مذکور یہی آیت قدس آن میں آیا

گل ہو وہی شہل ہے وہی زر گس حیران
حرمت سے ملاک نے اُس سجدہ کیا
مطرب ہی آواز وہی ساز وہی ہے
بیرنگ کی رنگون کو بیان دیکھ لے صفر

اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا
ہر تار میں بولا وہ ہر اک تار میں آیا
سو طرح سے عالم کے خیابان میں آیا

ہرگز ہرگز غیر حق موجود نہیں ہمہ اوست
عارف کو نظر آتا ہے اللہ حق

غزل

بہ بین بچیم دل خود کہ در جہان ہمہ اوست
شراب و ساقی و ہم مست و شادمان ہمہ اوست
بہ بین بدیدہ دل منظر جلال و جمال
تثانی اوست ہوا ظاہر و ہوا لباطن
ز حسن و قبح مزین دم کہ اندرین عالم
گمے بطلعت وصل و گمے بصورت ہجر
ز فیض پر عیان شد چنین بہن صفر

ہو رخویش ہو یاد بحکم و جان ہمہ اوست
جلیس و تکرہ و شیخ و درو خواں ہمہ اوست
سموم و دوزخ و ہم روضہ جہان ہمہ اوست
عیان بخلق و نہان و جہان جان ہمہ اوست
شرار گلخن و ہم رنگ گلستان ہمہ اوست
زمان جوش گل ہو سم خزان ہمہ اوست
کہ در لباس تن پیرو نوجوان ہمہ اوست

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی جس نے
پہچانا اپنے کو کہ میں نہیں ہوں بلکہ حق ہوں میں اور ساتھ اس صورت کے
ظاہر ہوا ہوں پس تحقیق پہچانا اُس نے اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے عرفت بی برے یعنی جب نہیں پہچانتا تھا حق کو جب خود کو
حق جانا اور از خود رفتہ ہوا پھر پہچان لیا میں نے حق کو حق غزل

ہیں بت ہیں اور بت پرستان ہیں ہیں
ہیں بت شکن اور بزوان ہیں ہیں

ہمیں ہم تھو اول میں اک بحر بزرگ
ہمارا ہی جلوہ ہے ہر جا نمایاں
ہماری ہی صورت ہے یہ شکل آدم
ہمیں کو ہے زیبائش بیه و تنزیہ
ہمیں تخم اُلفت ہیں شلخ و شجر، مین
ہمیں نے کہا ہمسے ہر سخن اقرب
ہمیں نے کہا تھا الست ازل میں

ہے موج ہو کر وہ انسان ہمیں ہیں
ہمیں شہر ہیں اور بیا باں ہمیں ہیں
گدا ہیں ہمیں اور سلطان ہمیں ہیں
ہمیں قید ہیں اور عریان ہمیں ہیں
ہمیں برگ و گل ہیں گلستان ہمیں ہیں
ہمیں ہم میں ظاہر ہیں پنهان ہمیں ہیں
بلی کنے والے بھی قربان ہمیں ہیں

ایگزیر بغیر مرشد کامل کے یہ منزل بہت سخت بلکہ دشوار ہے اس راہ میں بہت
ہلاک ہو گئے اور ہو جاتے ہیں اس سلوک کو سالکان راہ حقیقت مقصود و عظم
یعنی وصول حق یوں حاصل کیا کرتے ہیں قاعدا کا یہ ہے کہ اول سب کو
اک آئینہ تصور کرتے ہیں اور جمال حق کا دیکھتے ہیں اور ایک لمحہ اور ایک لمحہ
دل اور آنکھوں کو دور نہیں کرتے ہیں اور اسی خیال میں رہتے ہیں رفتہ رفتہ
اس درجہ کو ترقی کرتے ہیں کہ تمام عالم کو حق دیکھتے ہیں اور تصور کرتے ہیں
کہ یہ تمام حق ہے جو اس صورت و اشکال سے ظاہر ہے اشعار

اے آنکہ تویی علی و مولا
گشتہ بحدوث جلوہ فرما

در صورت بندگان عیانی
اے ذات قدیم برتر تو

غرض کہ اے عزیز جب اس خیال کی بہت کوشش کرے گا اور غفلت کو
ایک دم راہ ندے گا اور قیل و قال کو ترک کر دے گا بدل و ودیہ
تصور حق میں ستغرق ہو جائے گا خودی سے گذرے گا حجاب اٹھیکا
وصول حق حاصل ہو گا اور مقصود طالبان خدا کا یہ ہی ہے اور اسی کو

فتاویٰ اللہ کہتے ہیں لیکن یہ سب واسطے شوق دلانے تیری طبیعت
 کے اس فقیر نے لکھا ہے مگر بغیر مرشد کی عنایت کے یہ مقام حاصل
 نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سب طالبان حق کو مقصود اصلی تک پہنچا
 دست سید ابراہیم رسول پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم
 یہاں کثیر کثیر آمین آمین در ماہ ربیع الاول بتاریخ چوبیس ماہ
 کو تصنیف ہوا فقط

